[redacted]

هداية السالكين الی

صحبة الصادقين

جلد اول



مسجد شریف (اللہ آباد کنڈیارو)

* مصنف *

لاشیء فقیر حبیب الرحمٰن

بخشی نقشبندی فاضل غفاری

ناشران :—

(۱) شعبہ نشر و اشاعت ادارہ اصلاح المسلمین رجسٹرڈ
درگاہ اللہ آباد کنڈیارو ضلع نوابشاہ

(۲) روحانی طلبہ جماعت پاکستان
عمر السلام مسجد نزد ایس-پی آفس گاڑی کھاتہ حیدرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۔ القرآن

جلیسِ حق ہے جو بیٹھے خداوالوں کی محفل میں
جو ان سے دور ہوتا ہے خدا سے دور ہوتا ہے

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء ∴ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ید اللہ فوق ایدیہم کہا قرآں نے جس کو خدا کا ہاتھ دستِ پیشوا معلوم ہوتا ہے

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم ∴ تا غلامِ شمس تبریزی نشد

قرآن مجید
معتبر تفاسیر اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی
میں اولیاء اللہ کی صحبت بابرکت کی ضرورت اور اسکے فوائد
بیان کرنے والی کتاب مستطاب

حصّہ اوّل

هِدَايَةُ السَّالِكِيْن
اِلَى
صُحْبَةِ الصَّادِقِيْن

مِن
رشحاتِ قلم

الاشئ فقیر حبیب الرحمٰن بخشی نقشبندی فاضل غفاری

ناشران :-
شعبہ نشر و اشاعت ادارہ اصلاح المسلمین رجسٹرڈ درگاہ الٰہ آباد کنڈیارو ضلع نوابشاہ
و
روحانی طلبہ جماعت عمر اسلام مسجد نزد الیس پی آفیس گاڑی کھاتہ حیدرآباد

اِنتساب

نہایت درجہ ادب احترام اور خلوص دل کے ساتھ میں ماہ متبرک رمضان المبارک کی اپنی یہ تھوڑی محنت اپنے پیرو مُرشد سیّدی و سندی عامل قرآن منبعِ علم و عرفان مظہر فیوض یزدان، نائب نبی آخر زمان شیخ طریقت محی السنۃ ماحی رفض و بدعتہ۔ صاحب الفیض و الفضیلۃ۔۔ مصلح دین و ملۃ ۔۔ خواجۂ خواجگان حضرت الحاج اللہ بخش قریشی نقشبندی غفاری دامت برکاتھم العالیہ کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں جنکی مبارک زندگی اسوۂ حسنہ کا آئینہ دار قرآن مجید کی عملی تفسیر احادیث نبویہ کی صحیح تشریح ہے جن کی خداداد صلاحیت عمل و اخلاص نے کئی لاکھ مردہ دل زندہ کئے سینکڑوں فاسق، فاجر، جابر اور ظالم قسم کے لوگوں کو صراطِ مستقیم پہ گامزن کر دیا ہے۔

تہ دل سے دعا ہے کہ اللہ رب العزۃ حضرت قبلہ غریب نواز مدظلہ کو حیات خضری عطا فرمادے آپکے فیوض و برکات سے عالم اسلام کو بہرہ ور ہونیکی توفیق بخشے آپکی تبلیغی مشن کو روز افزوں ترقی سے ہمکنار کر کے پایۂ تکمیل تک پہنچائے آپکے تبلیغی اصلاحی مراکز الٰہ آباد شریف اور فقیر پور شریف کو تا قیامت آباد سرسبز و شاداب رکھے۔ اور سگدر راقم کو آپ کے سایۂ عاطفت میں بقیہ زندگی بسر کرنے کی توفیق رفیق سے نوازے۔

آمین یَا رَبَّ العَالَمِیْنَ بِجَاہِ سَیِّدِ الاَوَّلِیْنَ وَالآخِرِیْنَ

سوئے دریا تحفہ آوردم صدف ہا گر قبول افتد زہے عز و شرف

رقمہ: لاشئی فقیر حبیب الرحمن بخشی غفاری نقشبندی یوم الثلثاء

یوم عید الفطر ۱۳۹۸ھ

"المقدّمة"

شعر: بود کیمیا قرب اہل سعادت ہما مغز دولت کند استخوان را۔

سعادتمندوں کی نزدیکی کیمیا کا اثر رکھتی ہے ہما (جو ایک پرندہ) ہڈی کو سرمایہ کا مغز بنا لیتا ہے۔

دنیاءِ دنی[1] میں بسنے والا بے بس انسان باوجود بے حیثیت و بے طاقت ہونے کے اپنے آپکو بہت کچھ ہی سمجھتا ہے اپنی ذاتی راء کے خلاف خواہ کتنی ہی بامغز حقیقت سامنے آتی ہے پھر بھی خودی[2] کے مارے ماننے کو تیار نہیں۔ اس لئے تقریباً دنیا کا ہر مسئلہ خواہ کتنا ہی اہم ضروری، اور سب کے لئے یکساں مفید کیوں نہ ہو مگر پھر بھی مختلف فیہ[3] ہی رہا ہے۔

مقربانِ بارگاہِ الٰہ انبیاء کرام علیہم السلام صحابۂ کرام علیہم الرضوان اولیاءِ عظام مشائخ طریقت، بزرگانِ دین کی صحبت بابرکت کے افادہ[4] اور ان کے حضور حاضر ہونے کی ضرورت پر قرونِ[5] اولیٰ سے لیکر اب تک جمیع محققین مفکرین ائمۂ[7] اربعۂ[6] مذاہب و دیگر علماء اور عوام اہل سنۃ کا اتفاق رہا ہے۔ اگر کوئی جزوی اعتراض و انکار ہوا بھی تو دیگر فرق باطلہ مثلاً جبریہ، قدریہ، دہریہ کی طرف سے ہوا مگر افسوس صد افسوس یہ کہ دورِ حاضر کے بعض علماءِ ظواہر[1] مقربانِ بارگاہِ ناز علماء ربانی صوفیاء کرام کی صحبت بابرکت کی ضرورت انکے حضور حاضر ہونے انکی وساطت[2] سے وصول الی اللہ ہونے کے مخالف ہی نہیں بلکہ طرح طرح کے بے بنیاد اعتراضات کر کے سادہ لوح عوام کے دلوں میں خدشات پیدا کر کے صوفیاء کرام سے برگشتہ کرنے۔ بزرگان دین کے فیوض و برکات سے محروم رکھنے اور ان کے پاس جانے

---

۱ کمینی ۲ تکبر ۳ جس میں اختلاف ہو ۴ فائدہ مند ہونے ۵ پچھلی صدیوں ۶ چار مذاہب حنفی شافعی، حنبلی، مالکی ۷ ائمہ امام کی جمع ہے۔

۱ جو ظاہری علم تو جانتے ہوں مگر باطنی علم معرفۃ الٰہی سے محروم ہوں ۲ لیاقت

سے روکنے کی حتی المقدور کوشش کرتے ہیں۔

اسلئے فقیر نے باوجود اپنی بے بضاعتی[۳] اور کم علمی کے محض توکلا علی اللہ[۴] حسب ایماء سیدی وسندی مرشدی ومربّی ولی کامل عارف باللہ حضرت خواجہ الحاج اللہ بخش نقشبندی فضلی غفاری دامت برکاتہم العالیہ صحبت صالحین کی ضرورت و اہمیت کو قرآن مجید، مشہور و معروف تفاسیرِ قرآن، احادیث نبویہ، ان کی معتبر شروح اور ائمۂ مذاہب، علماء ربانی مشہور مشائخ، اور دیگر مسلّم[۵] شخصیتوں کی آراء[۱] کی روشنی میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے

مجھے امید واثق ہے کہ یہ براہین[۲] قاطعہ[۳] دلائل ساطعہ[۴] سالکان[۵] راہ حقیقت راہل سنتہ والجماعت، کے لیۓ عقائد کی پختگی اور استقامت کا موجب اور متلاشیانِ[۶] راہِ حقیقت کے لیۓ رہنما اور ہدایت کا باعث ثابت ہونگے۔ شاعر مشرق نے خوب فرمایا۔

بازو تیرا توحید کی قوۃ سے قوی ہے ٭ اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفوی ہے

نظارۂ دیرینہ زمانے کو دکھادے ٭ اے مصطفوی خاک میں اس بت کو ملادے

راقم! لاشئی فقیر حبیب الرحمٰن بختی غفاری۔

دربان دربارِ دربار الہ آباد شریف کنڈیارو ضلع نواب شاہ سندھ

۲ رمضان المبارک سنہ ۱۳۹۸ھ

---

۴ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ۵ مانے ہوئے۔ ۱ نظریہ ۲ دلائل ۳ مضبوط ۴ روشن ۵ چلنے والے ۶ صحیح راستہ تلاش کرنے والے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

امابعد: سب سے پہلے قرآن مجید کی وہ آیات جن کی تفسیر و تشریح اس رسالہ میں پیش کی جائے گی۔

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ س مائدہ ع ۶

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈھونڈو اس تک وسیلہ اور لڑائی کرو اسکی راہ میں شاید تمہارا بھلا ہو۔

۲- ایک اور جگہ حکم ہوتا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور رہو ساتھ سچوں کے۔ پ ۱۱ توبہ ع ۱۵

۳- ایک اور جگہ فرمایا فَسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ پ ۱۴ س نحل ع ۶

تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں ہے۔

۴- ایک اور جگہ ارشاد ہے۔ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا ۝ پ ۱۵ کھف ع ۱۶

اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اسکی رضا چاہتے ہیں اور اول الذکر آیہ کریمہ کی تفسیر میں امام المتکلمین عمدۃ المفسرین علامہ امام فخر الدین رازی قدس سرہٗ نے اپنی مشہور و معروف تفسیر کبیر میں لفظ وسیلہ کی تشریح و

---

۱ پہلے ذکر کی ہوئی ۲ خوب ظاہر کرنا۔

تحقیق ان الفاظ سے ذکر کی ہے۔ فرمایا "المسئلۃ الثالثۃ" اَلوَسِیْلَۃُ فَعِیْلَۃٌ مِنْ وَسَلَ اِلَیْہِ اِذَا تَقَرَّبَ اِلَیْہِ ۔ قَالَ لَبِیْدُ الشَّاعِرُ

اَرَی النَّاسَ لَا یَدْرُوْنَ مَاقَدْرُ اَمْرِھِمْ ؛ اَلَا کُلُّ ذِیْ لُبٍّ اِلَی اللّٰہِ وَاسِلٌ

اَیْ مُتَوَسِّلٌ فَالْوَسِیْلَۃُ ھِیَ الَّتِیْ یُتَوَسَّلُ بِھَا اِلَی الْمَقْصُوْدِ۔

لفظ وسیلہ فَعِیْلَۃٌ کے وزن پر وَسَلَ اِلَیْہِ سے بنا ہوا ہے۔ جب کوئی شخص کسی کے قریب جاتا ہے تو عرب کہتے ہیں وَسَلَ اِلَیْہِ یعنی اسکے قریب جا پہنچا۔ چنانچہ عرب کے مشہور شاعر لبید نے کہا ہے کہ "میں دیکھتا ہوں کہ لوگ اپنی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ خبردار ہر دانا آدمی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے وسیلہ طلب کرتا ہے۔ یہ تو تھی لفظ وسیلہ کی لغوی تحقیق:

رہی یہ بات کہ آیۂ کریمہ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ میں وسیلہ سے کونسا وسیلہ مراد ہے؟ یہ عقدہ[۳] بھی حضرت مفسر قدس سرہ نے ان الفاظ سے حل[۴] فرمایا کہ قَالَتِ التَّعْلِیْمِیَّۃُ دَلَّتِ الْاٰیَۃُ عَلٰی اَنَّہٗ لَا سَبِیْلَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اِلَّا بِمُعَلِّمٍ یُعَلِّمُنَا مَعْرِفَتَہٗ وَمُرْشِدٍ یُرْشِدُنَا اِلٰی اَلْعِلْمِ بِہٖ ——— تفسیر کبیر صفحہ ۳۹۷ ج ۳

تعلیمیہ کہتے ہیں کہ اس آیۂ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا اور کوئی بھی طریقہ نہیں۔ بجز استاد کامل کے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی معرفت کی تعلیم اور وہ مرشد برحق جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے پہچاننے کی ہدایت کرے۔

تفسیر کی اس مختصر سی عبارت سے جو کہ حضرت علامہ مفسر علیہ الرحمہ نے تعلیمیہ کے حوالہ سے نقل کی ہے نہ فقط یہ کہ بزرگان دین کی وساطت سے بارگاہ قدس میں رسائی ثابت ہوتی ہے اور مشائخ کی صحبت کی ضرورت مفہوم ہوتی ہے بلکہ اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ اس عبارت کے دو حصے ہیں۔ (۱) مثبتہ (۲) منفیہ۔ اور نفی بھی لفظ لَا کے ساتھ کی گئی ہے جو کہ نفی جنس کے لئے مستعمل ہے جیسا کہ آیۂ کریمہ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ:

---

۱ سمجھی جاتی ہے۔ ۲ استعمال کیا ہوا۔ ۳ گرہ ۴ کھولدینا۔

البقرہ میں بھی لاؔ نفی جنس کے ساتھ نفی کی گئی ہے اور مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں کسی بھی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اسی طرح یہاں بھی لفظ لاؔ نفی جنس کے ساتھ ہر طرح کے مُتّصل[ؔا] واصلہ الی اللہ کی نفی کر کے لفظ اِلّا کے ساتھ فقط ایک ہی سَبیل[؂۲] کا اثبات کیا گیا ہے۔ اور اسکی بھی تصریح کر دی ہے کہ اس سے مراد معلّم کامل مرشد برحق ہے جس کی وساطت سے ہی خدا تعالیٰ کا وصال حاصل ہو سکتا ہے۔ اس عبارت میں ضمناً یہ دعویٰ بھی ہے کہ اولیاء اللہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تک پہنچا اور دیگر طُرق سے واصل باللہ نہ ہونا محروم رہ جانا کتاب اللہ کی دلالۃ النص سے ثابت ہے۔

لہٰذا جو بھی بارگاہ ناز کا وصول چاہے راستہ یہی ہے۔ مرشد کامل کی رہبری کے بغیر اپنے تئیں مجاہدات وریاضات کرنے سے وصول الی اللہ کے درجے پر فائز ہونا بہت ہی مشکل ہے۔ بے عنایاتِ حق وخاصانِ حق ؛ گر ملک باشد سیہ ہستش ورق۔
اللہ تعالیٰ اور اسکے خاص بندوں کی مہربانی کے بغیر اگر کوئی فرشتہ بن جائے پھر بھی اس کا نامۂ اعمال سیاہ سمجھو۔

پیر را بگزین کہ بے پیر ایں سفر ؛ ہست پر از آفت وخوف وخطر
راہ پر خوف است دزدان در کمین ؛ رہبرے بر تا نمانی بر زمیں

پیر پکڑ لے کہ بغیر پیر کے یہ سفر خطرہ، خوف، اور مصیبتوں سے بھرا ہوا ہے۔ یہ خوفناک راستہ ہے اور گھات پہ چور ہیں۔ کسی راستے کے واقف کو ساتھ لے لے تاکہ اسی زمین پر رہ نہ جائے۔ علامہ ابن تیمیہ اپنی مشہور کتاب التوسّل والوسیلۃ میں آیہ مبارکہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ فَابْتِغَاءُ الْوَسِيلَةِ إِلَى اللهِ إِنَّمَا يَكُونُ لِمَنْ تَوَسَّلَ

[؂۲] اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والے راستے۔ ؂ راستہ

[ؔا] راستوں ؂ انکار

إِلَى اللهِ بِالإِيمَانِ بِمُحَمَّدٍ وَاتِّبَاعِهِ وَهٰذَا التَّوَسُّلُ بِالإِيمَانِ بِهِ
وَطَاعَتِهِ فَرْضٌ عَلَى كُلِّ أَحَدٍ فِي كُلِّ حَالٍ بَاطِنًا وَظَاهِرًا فِي حَيَاةِ
رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعْدَ مَوْتِهِ فِي مَشْهَدِهِ وَمَغِيبِهِ
لَا يَسْقُطُ التَّوَسُّلُ بِالإِيمَانِ بِهِ وَبِطَاعَتِهِ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الْخَلْقِ
فِي حَالٍ مِنَ الأَحْوَالِ بَعْدَ قِيَامِ الْحُجَّةِ وَلَا بِعُذْرٍ مِنَ الأَعْذَارِ
وَلَا طَرِيقَ إِلَى كَرَامَةِ اللهِ وَرَحْمَتِهِ وَالنَّجَاةِ مِنْ هَوَانِهِ وَعَذَا-
بِهِ إِلَّا التَّوَسُّلُ بِالإِيمَانِ بِهِ وَبِطَاعَتِهِ۔ التوسل والوسيلة مؤلفه
علامه ابن تيميه - مطبعه دار العربية للطباعة بيروت لبنان -

اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ طلب کرنا یقیناً ان ہی پر درست ہوگا جو رسولِ خدا
صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے اور
فرمانبرداری کا وسیلہ حاصل کر چکے ہوں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا وسیلہ پکڑنا ہر ایک انسان پر فرض ہے ظاہر
میں بھی اور باطن میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں بھی اور آپ کی
وفات شریف کے بعد بھی آپ کی موجودگی میں بھی اور اس وقت بھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم
ہماری نظروں کے سامنے نہ ہوں۔ واضح دلائل کے ہوتے ہوئے۔ حضرت رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپکی اطاعت کا وسیلہ پکڑنا کسی بھی حالت میں مخلوقات
کے کسی بھی فرد سے معاف نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی اس سلسلہ میں کسی کا عذر قابلِ قبول ہوگا
اور نہیں ہے کوئی راستہ اللہ تعالیٰ کے یہاں عزت حاصل کرنے کا اور اسکی رحمت نازل
ہونے کا اور اسکے عذاب سے نجات پانے کا۔ مگر وسیلہ پکڑنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر ایمان لانے اور آپکی تابعداری کا اور ذرا آگے چلکر لکھتے ہیں وَلَفْظُ التَّوَسُّلِ فِي
عُرْفِ الصَّحَابَةِ كَانُوا يَسْتَعْمِلُونَهُ فِي هٰذَا الْمَعْنَى وَالتَّوَسُّلُ
بِدُعَائِهِ وَشَفَاعَتِهِ يَنْفَعُ مَعَ الإِيمَانِ بِهِ۔ التوسل ص [6]

---

[6] صحابہ کرام توسل سے کیا مراد لیتے تھے

اور لفظ توسّل (وسیلہ حاصل کرنا) کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے محاورہ میں اسی معنی میں استعمال کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور شفاعت کا وسیلہ ایمان والوں کو نفع دیتا ہے۔

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب صدر دار العلوم کراچی اور سابق مفتی دار العلوم دیوبند اپنی مشہور و معروف تفسیر معارف القرآن میں سورہ فاتحہ کی تفسیر میں صراط مستقیم کی تشریح کرتے لکھتے ہیں: صراط مستقیم کتاب اللہ اور رجال اللہ دونوں کے مجموعہ سے ملتا ہے یہاں ایک بات قابل غور ہے اور اس میں غور کرنے سے ایک بڑے علم کا دروازہ کھلتا ہے۔ وہ یہ کہ صراطِ مستقیم کی تعین کے لیے بظاہر صاف بات یہ تھی کہ صراط الرسول یا صراط القرآن فرمادیا جاتا جو مختصر بھی تھا اور واضح بھی کیونکہ پورا قرآن درحقیقت صراطِ مستقیم کی تشریح ہے اور پوری تعلیمات رسول ہی کی تفصیل لیکن قرآن کی اس مختصر سورت میں اختصار اور وضاحت کے اس پہلو کو چھوڑ کر صراطِ مستقیم کی تعیین کے لیے اللہ تعالیٰ نے مستقل دو آیتوں میں ایجابی اور سلبی پہلوؤں سے صراطِ مستقیم کو اس طرح متعین فرمایا کہ اگر سیدھا راستہ چاہتے ہو تو ان لوگوں کو تلاش کرو اور ان کے طریق کو اختیار کرو قرآن کریم نے اس جگہ نہ یہ فرمایا کہ قرآن کا راستہ اختیار کرو کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بقاء اس دنیا میں دائمی نہیں اور آپ کے بعد کوئی دوسرا رسول اور نبی نہیں اس لئے صراطِ مستقیم جن لوگوں کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے ان میں نبیین کے علاوہ ایسے حضرات بھی شامل کر دیئے گئے جو تاقیامت ہمیشہ موجود رہیں گے مثلاً صدیقین شہداء اور صالحین۔

خلاصہ یہ کہ سیدھا راستہ معلوم کرنے کے لیے حق تعالیٰ نے کچھ رجال اور انسانوں کا پتہ دیا کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا ایک حدیث میں ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رض کو خبر دی کہ پچھلی امتوں کی طرح میری امت بھی ستر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ اور صرف ایک جماعت ان میں حق پر ہوگی تو صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ وہ کونسی جماعت ہے؟ اس پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جواب دیا ہے اس میں بھی کچھ رجال اللہ ہی کا

پتہ دیا گیا ہے فرمایا "مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ" یعنی حق پر وہ جماعت ہوگی جو میرے اور میرے صحابہؓ کے طرز پر ہو۔

اس خاص طرز میں شاید اس کی طرف اشارہ ہو کہ انسان کی تعلیم و تربیت محض کتابوں اور روایتوں سے نہیں ہو سکتی۔ بلکہ رجال ماہرین کی صحبت اور ان سے سیکھ کر حاصل ہوتی ہے یعنی درحقیقت انسان کا معلّم اور مربّی انسان ہی ہو سکتا ہے محض کتاب معلم اور مربّی نہیں ہو سکتی بقول اکبر مرحوم ؂

کورس تو لفظ ہی سکھاتے ہیں
آدمی آدمی بناتے ہیں

اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جو دنیا کے تمام کاروبار میں مشاہد ہے، کہ محض کتابی تعلیم سے نہ کوئی کپڑا سینا سیکھ سکتا ہے، نہ کھانا پکانا، نہ ڈاکٹری کی کتاب پڑھ کر کوئی ڈاکٹر بن سکتا ہے نہ انجینیری کی کتابوں سے کوئی انجینیر بنتا ہے، اسی طرح قرآن و حدیث کا محض مطالعہ انسان کی تعلیم اور اخلاقی تربیت کے لیے ہرگز کافی نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کو کسی محقق ماہر سے باقاعدہ حاصل نہ کیا جائے۔ قرآن و حدیث کے معاملے میں بہت سے لکھے پڑھے آدمی اس مغالطہ میں مبتلا ہیں کہ محض ترجمے یا تفسیر دیکھ کر وہ قرآن کے ماہر ہو سکتے ہیں۔ یہ بالکل فطرت کے خلاف تصوّر ہے، اگر محض کتاب کافی ہوتی تو رسولوں کے بھیجنے کی ضرورت نہ تھی۔ کتاب کے ساتھ رسول کو معلّم بنا کر بھیجنا اور صراطِ مستقیم کو متعین کرنے کے لیے اپنے مقبول بندوں کی فہرست دینا اس کی دلیل ہے کہ محض کتاب کا مطالعہ تعلیم و تربیت کے لیے کافی نہیں بلکہ کسی ماہر سے سیکھنے کی ضرورت ہے۔

معلوم ہوا کہ انسان کی اصلاح و فلاح کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں ایک کتاب اللہ جس میں انسانی زندگی کے ہر شعبے سے متعلقہ احکام موجود ہیں۔ دوسرے رجال اللہ یعنی اللہ والے، ان سے استفادہ کی صورت یہ ہے کہ کتاب اللہ کے معروف اصول پر رجال اللہ کو پرکھا جائے جو اس معیار پر نہ اتریں ان کو رجال اللہ ہی نہ سمجھا جائے۔ اور جب رجال اللہ صحیح معنی میں حاصل ہو جائیں تو ان سے کتاب اللہ

کا مفہوم سیکھنے اور عمل کرنے کا کام لیا جائے۔

فرقہ وارانہ اختلاف کا بڑا سبب یہی ہے کہ، کچھ لوگوں نے صرف کتاب اللہ کو لے لیا رجال اللہ سے قطع نظر کر لی، انکی تفسیر و تعلیم کو کوئی حیثیت نہ دی، اور کچھ لوگوں نے صرف رجال اللہ کو معیارِ حق سمجھ لیا اور کتاب اللہ سے آنکھ بند کر لی اور دونوں طریقوں کا نتیجہ گمراہی ہے۔

جناب مفتی صاحب نے نہایت ہی سلیس پیرایہ میں حقیقت حال کا ذکر فرمایا۔ یقیناً صراطِ مستقیم کے راہرو و رہبر بندگان دین ہی ہیں اور بنی نوع انسان کی صحیح تعلیم و تربیت بھی رجال اللہ یعنی صوفیاء کرام کی صحبت اور نظر کرم سے ہی ہو سکتی ہے فقط کتابی[۱] علوم یا قرآن و حدیث کے لفظی معانی یا تفسیر و تشریح پڑھنے پڑھانے سے حیاتِ انسانی کا مقصد یعنی معرفت الٰہی اور وصول الی اللہ حاصل ہو نہیں سکتا۔

حضرت زین الدین حافی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اَلْعِلْمُ بِلَا عَمَلٍ عَقِیْمٌ وَالْعَمَلُ بِلَا عِلْمٍ سَقِیْمٌ وَالْعَمَلُ بِالْعِلْمِ صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ روح البیان صہ ۴۲

علم و عمل کی عجیب مثال

علم عمل کے بغیر بانجھ ہے، (مراد اس سے بے فائدہ ہونا ہے) اور عمل بغیر علم کے بیمار یا عیب دار ہے (یعنی اس عمل سے بھی پورا فائدہ حاصل ہونے کی توقع کم ہے) اور علم کے مطابق عمل کرنا یہی صراط مستقیم ہے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ ظاہر بین[۱] علماء قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کو صحیح طور پر سمجھتے ہی نہیں کنہ[۲] و غایت[۳] تک پہنچنا تو در کنار ہے۔ تفسیر روح المعانی جلد اول میں آیہ کریمہ الٓمّٓ کے ماتحت حروف مقطعات کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ الوسی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ فَلَا یَعْرِفُہٗ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْاَوْلِیَاءُ الْوَرَثَۃُ فَہُمْ یَعْرِفُوْنَ مِنْ تِلْکَ الْحَضْرَۃِ وَقَدْ تَنْطِقُ لَہُمُ الْحُرُوْفُ عَمَّا فِیْہَا کَمَا کَانَتْ تَنْطِقُ لِمَنْ سَبَّحَ بِکَفِّہِ الْحَصٰی وَکَلَّمَہُ الضَّبُّ وَالظَّبْیُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تفسیر روح المعانی صہ ۹۴ ج اول

---

۱ فقط کتابوں کا علم جاننے والے باطنی علم سے بے خبر ۲ حقیقت ۳ غرض ۴ بہت دور

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (ان حروف مقطعات کی مراد کوئی نہیں جانتا مگر اولیاء اللہ جو کہ نبی کریم رؤف رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کے حقیقی وارث ہیں۔ بارگاہِ الٰہی سے ان (اولیاء) کو انکی (مقطعات کی) معرفت حاصل ہے ان (اولیاء) کے ساتھ یہ حروف کلام کرتے ہیں اور خود بتاتے ہیں کہ ہم سے یہ مراد ہے۔ جس طرح اس ذاتِ اقدس کو اپنی مراد بتاتے تھے جس کے ساتھ گوہ اور ہرنی نے کلام کیا اور جن کے مبارک ہاتھوں میں کنکریوں نے تسبیح پڑھ کر سنائی۔

اسی طرح حضرت علامہ احمد صاوی مالکی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ وَكُلُّ كَلِمَةٍ لَهَا اَرْبَعَةُ عُلُوْمٍ عِلْمٌ بِحَسَبِ ظَاهِرِهَا وَعِلْمٌ بِحَسَبِ بَاطِنِهَا وَعِلْمٌ بِحَسَبِ حَدِّهَا وَعِلْمٌ بِحَسَبِ مُقْطَعِهَا وَاِنْ نَظَرْتَ اِلٰى تَنَاسُبِهَا مَعَ مَاقَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا زَادَتْ كَثِيْرًا اه تفسیر صاوی علی جلالین ص۳ مطبوعہ مصر

قرآن مجید کے ایک کلمہ میں چار علوم سمائے ہوئے ہیں ایک ظاہر کے اعتبار سے (ظاہری الفاظ کے لحاظ سے یہ علم علماء کرام جانتے ہیں) دوسرا باطن کے لحاظ سے (الفاظ کی اندرونی حقیقت یہ علم اولیاء کرام جانتے ہیں) تیسرا باعتبار حدّ کے (یعنی پورے کلمہ کا لحاظ کیا جائے اس سے ایک علم حاصل ہوگا) اور چوتھا باعتبار مقطع کے (یعنی کلمہ کے ہر ایک جزو کا علیحدہ اعتبار کیا جائے تو اس سے ایک اور علم حاصل ہوگا)، اور اگر ماقبل[1] مابعد[2] کے ساتھ مناسبت کا لحاظ کیا جائے گا تو کئے اور علوم بھی ظاہر ہوں گے۔

اور یقیناً یہ علوم اولیاء اللہ ہی جانتے ہیں کسی اور کی کیا مجال ہے۔ امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے لَوْ تَكَلَّمْتُ لَكُمْ فِيْ تَفْسِيْرِ سُوْرَةِ الْفَاتِحَةِ لَحَمَلْتُ لَكُمْ مِنْهَا سَبْعِيْنَ وَقْرًا۔ اگر میں تمہیں سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھ کر بتاؤں تو ستر خچر کا بوجھ بن جائے گا۔

ما اس سے پہلے والا جملہ ما اس کے بعد آنے والا جملہ

۔ قرآن مجید کے ہر ایک کلمہ میں۔ کئے علوم سمائے ہوئے ہیں۔

اسکی تشریح کرتے ہوئے حضرت علامہ امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ فَهَلْ ذَالِكَ إِلَّا مِنْ عِلْمِ اللَّدُنِّيِّ الَّذِي آتَاهُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ لَهُ مِنْ طَرِيْقِ الْإِلْهَامِ إِذِ الْفِكْرُ لَا يَصِلُ إِلَىٰ ذَالِكَ۔ الیواقیت والجواهر صفہ ۱۷ مطبوعہ مصر

علم لدنی

اس سے مراد علم لدنی ہے جو کہ الہام[1] کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا اس سے کوئی اور علم مراد نہیں کیونکہ انسان کا فکر یہاں تک نہیں پہنچتا۔ احقر راقم کے خیال میں قرآن مجید ہی نہیں بلکہ دیگر علوم اسلامیہ فقہ، فتویٰ، اور عقائد کی کتب بھی یہی علماء حق مشائخ برحق سمجھتے ہیں علماء ظاہر بین نہیں سمجھتے جیسا کہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد عثمان دامانی نقشبندی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ عالمان ایں عصر میدانند کہ علم دینی دیگر است و علم تصوف و فیقری دیگر، علم میخوانند و نمی فہمند کہ جمیع فقہاء در کتب فقہ متابعۃ خدا و رسول نوشتہ اند پس برین عمل کردن کما حقہ عین فیقری است و کمال تصوّف۔ اگر کسے را تشفی نمے شود بیاید نزد فیقر کہ در کتاب کنز از لطیفہ قلب تا دائرہ لاتعین کلہم تصوّف بیان کنم ان شاء اللہ تعالیٰ بزبان خویش اقرار خواہد کرد کہ صحیح است و درست۔ البتہ یک حالات مقامات اند کہ بواسطہ پیران کبار تا ثیر ہر مقام می رسد و دریں باب علماء را چہ تعلق، مکتوبات و ملفوظات حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ ص ۲۹ دورِ حاضر کے علماء یہ سمجھتے ہیں کہ علم دین اور تصوّف و فیقری جدا جدا ہیں دراصل یہ لوگ علم پڑھتے تو ہیں مگر سمجھتے نہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ فقہاء نے فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے وہ خدا تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے عین مطابق ہے اور اسی پر عمل کرنا ہی فیقری ہے اور یہی کمال تصوّف ہے۔ اگر کسی کو یقین نہ ہوتا ہو تو میرے پاس کنز (فقہ کی کتاب ہے) لے آئے میں اسی سے لطیفہ قلب سے لے کر دائرہ لاتعین تک پورا تصوّف ثابت کر دکھاؤں گا انشاء اللہ تعالیٰ خود معترض اقرار کریگا

---

[1] اللہ تعالیٰ کی طرف سے ولیوں کے دل پر جو القا ہوتا ہے اسکو الہام کہتے ہیں

کہ بالکل درست ہے البتہ کچھ حالات اور مقامات ایسے ہیں جو کہ بزرگوں کی صحبت سے حاصل ہوتے ہیں بیان کرنے سے نہیں سمجھے جاسکتے اس حقیقت سے علماء کو کیسا تعلق! آمدم بر سر مطلب: اہی اولی الذکر آیہ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت علامہ مولانا اسماعیل حقی نور اللہ مضجعہٗ فرماتے ہیں۔ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاٰیَۃَ الْکَرِیْمَۃَ صَرَّحَتْ بِالْاَمْرِ بِابْتِغَاءِ الْوَسِیْلَۃِ وَلَابُدَّ مِنْھَا اَلْبَتَّۃَ فَاِنَّ الْوُصُوْلَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی لَا یَحْصُلُ اِلَّا بِالْوَسِیْلَۃِ وَھِیَ عُلَمَاءُ الْحَقِیْقَۃِ وَمَشَایِخُ الطَّرِیْقَۃِ قَالَ الْحَافِظُ شعر قطع این مرحلہ بے ہمرہئ خضر مکن ؎
ظلمات است بترس از خطر گمراہی۔ تفسیر روح البیان صفحہ ۵۶۰ جز اول مطبوعہ عثمانی۔
یقین کرو کہ اس آیہٴ مبارکہ نے وسیلہ طلب کرنے کے حکم کو صاف صاف بیان کیا ہے اور اس (وسیلہ) کا ہونا یقیناً ضروری ہے کیونکہ خدا تعالیٰ تک رسائی بغیر وسیلہ کے حاصل نہیں ہوتی اور وہ وسیلہ، علماء حقیقت (علماء ربانی، اور مشائخ طریقت "بزرگان دین" ہی کا ہے حافظ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے یہ سفر خضر یعنی پیر کامل کی رہبری کے سوا شروع نہ کر راستہ میں بڑی تاریکیاں ہیں گمراہ ہونے کا خطرہ ہے اس سے بچ۔ تاریخ گواہ ہے کہ بغیر وسیلہ پیر کامل کے عوام تو کیا سینکڑوں علماء بھی گمراہی کے گڑھے میں جاگرے ظاہری کتابی علم نے کوئی نفع نہ دیا علماء یہود کی گمراہی کے متعلق متعدد مقامات پر قرآن شریف میں تصریح موجود ہے۔ جو نہ فقط یہ کہ خود گمراہ ہوئے بلکہ قَدْ ضَلُّوْا فَاَضَلُّوْا (بتحقیق گمراہ ہوئے پس گمراہ کیا) کے مطابق سینکڑوں دوسرے افراد کو بھی گمراہی کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت کے جید ماہر عالم بلعم ابن باعوراء کا قصہ قرآن مجید میں مذکور ہے جو ایک ہی دن میں ستر ہزار افراد

وسیلہ طلب کرنا ارشاد الٰہی ہے۔ علم پڑھتے تو ہیں سمجھتے نہیں۔

معرفۃ الٰہی کے بغیر علم گمراہی سے نہیں بچا سکتا۔ وسیلہ کے بغیر خداوند تعالیٰ تک رسائی نہیں ہوسکتی۔
ص ۔ عمدہ

کی ہلاکت کا باعث بنا۔ جب کہ اسکے علم کا یہ حال تھا کہ اس کے درس کے وقت تقریر نوٹ کرنے والوں کے لیے بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ سیاہی کی شیشیاں رکھی ہوئی ہوتی تھیں[1] تفسیر صادی[2] اندازہ لگائیے جہاں طلبہ کے لیے بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ سیاہی کی شیشیاں ہوں گی تو وہاں طلبہ کی تعداد کیا ہوگی۔ اسی طرح عہد اکبری کے گمراہ اور گمراہ کن[3] علماء فیضی، ابو الفضل، شیرازی اور عبداللہ سلطان پوری کے نام بھی تاریخ میں ملتے ہیں جنہوں نے دنیاوی مفاد کی خاطر ایک نیا مذہب دین الٰہی کے نام سے دنیا کے سامنے پیش کیا اکبر بادشاہ کو جو کہ ابتدا میں بہت ہی نیک مسلمان تھا گمراہی کے گڑھے میں ڈھکیل دیا اسلام کے عظیم رکن حج کی معافی کا فتویٰ دیدیا اسلامی رسم ختنہ کو غیر ضروری قرار دیا شرعی پردہ نوجوان عورتوں کے لیے ممنوع قرار دیدیا۔ داڑھی منڈوانے کا جواز پیش کیا۔ بادشاہ کے لیے سجدہ تعظیمی کو جائز قرار دیا۔ "علماء ہند[4] کا شاندار ماضی" بعض حضرات کا یہ خیال ہوتا ہے کہ جب مقصود اللہ تعالیٰ کی معرفتہ، عبادت، اور احکام شرع کی پابندی کرنا ہے تو یہ امور گھر پر ہی پورے کیے جا سکتے ہیں۔ خواہ مخواہ بزرگوں پیروں کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے؟ یا یہ کہ فلاں مولوی صاحب کہتے ہیں کہ کسی پیر فقیر کے پاس سفر کر کے جانے کا شرع شریف میں کوئی جواز نہیں۔ خاص کر بزرگوں کی صحبت میں بیوی بچوں کا لے جانا تو اور بھی سخت گناہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان کے جواب میں عرض ہے کہ ہمارا ابھی بھی نظریہ ہے کہ مقصود معرفتہ الٰہی ہے عبادت اور احکام شرع کی پابندی کرنا بھی اس کی ایک کڑی اور وصول الی اللہ کا ذریعہ ہے۔ مگر یہ امور پیر کامل کے ساتھ بیعت نسبتہ اور تعلق پیدا کرنے کے بغیر یا تو حاصل ہوتے ہی نہیں اگر عبادات اور نیکیاں کرے گا بھی تو اس میں شیطان کی شمولیت ہوگی، ریاء اور دکھلاوے کا دخل ہوگا، پورا پورا اخلاص نہیں ہوگا جس کی وجہ سے کسی بھی مرحلہ میں پھسل کر راہ حق سے برگشتہ ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔

بیوی بچوں کا اولیاء اللہ کے پاس لے جانا جائز ہے۔

[1] سبب [3] گمراہ کرنیوالے [2] یہ کتاب کا نام ہے

شعر۔ قطع این مرحلہ بے ہمرہئے خضر مکن :: ظلمات است بترس از خطر گمراہی

یہ سفر خضر "پیر کامل" کی رہبری کے بغیر شروع نہ کر راستہ میں بڑی تاریکیاں ہیں گمراہ ہونے کا خطرہ ہے اس سے بچ۔

حضرت علامہ مولانا اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وَالْعَمَلُ بِالنَّفْسِ يَزِيدُ فِي وُجُودِهَا وَاَمَّا الْعَمَلُ وَفْقَ اِشَارَةِ الْمُرْشِدِ وَدَلَالَةِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ فَيُخَلِّصُهَا مِنَ الْوُجُودِ وَيَرْفَعُ الْحِجَابَ وَيُوصِلُ الطَّالِبَ اِلٰى رَبِّ الْاَرْبَابِ: تفسیر روح البیان صفحہ ۵۶ جزء اول

اپنے طور پر عمل کرنے سے نفس کو تقویت ملتی ہے ہاں کامل مرشد کے اشارے کے مطابق عمل کرنے، انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق پر عمل کرنے سے نفس کے وجود سے خلاصی ملیگی بندہ اور بندہ پرور کے درمیان والے پردے اٹھ جائیں گے اور طالب صادق کو اپنے مالک جل وعلا کا وصال حاصل ہو جائے گا۔

شعر۔ ہیچ نہ کشد نفس را جز ظلّ پیر :: دامنِ آن نفس کش راسخت گیر
شیخ نورانی زرہ آگاہ کند :: با سخن ہم نور را ہمراہ کند
صحبت کامل بجوائے مرد قال :: حیف باشد عمر تو ہفتاد سال
خاک شو در پیش شیخ با صفا :: تا زِ خاک تو برد ید کیمیا

(کوئی نہیں مارتا نفس کو سوائے سایۂ پیر کے اس نفس کے مارنے والے کا دامن مضبوط پکڑلو۔ شیخ نورانی (اللہ والے) تجھ کو راہِ حق سے خبردار کرینگے وہ باتوں باتوں میں نور کو بھی ساتھ شامل کر دینگے۔ کامل کی صحبت تلاش کر اے مرد باتونی۔ بڑا افسوس ہے کہ تیری عمر ستر برس کی ہو گئی۔ مٹی ہو جا آگے ایسے رہبر کے جس کا ظاہر باطن صاف

اپنے طور عبادت کرنے سے نفس اور بھی بڑھتا ہے

ہو۔ تاکہ تیری مٹی سے کیمیا پیدا ہو جائے۔

فائدہ:- انسان پیر کامل کا دامن تھام کر ہی نفسانی خواہشات کے پھندوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ شیطانی مکر و فریب سے بچ سکتا ہے۔ کیونکہ شیخ کامل شیطانی مکر و فریب سے اچھی طرح واقف ہوتا ہے اور اپنے متوسلین کو ان پھندوں سے آگاہ کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ عمدۃ المحققین والمحدثین حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث مبارک: فَقِیْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ الحدیث کے ماتحت لکھتے ہیں۔ وَذَالِكَ لِاَنَّ الشَّيْطٰنَ كُلَّمَا فَتَحَ بَابًا مِنَ الْاَهْوَاءِ عَلَى النَّاسِ وَزَيَّنَ الشَّهَوَاتِ فِيْ قُلُوْبِهِمْ بَيَّنَ الْفَقِيْهُ الْعَارِفُ بِمَكَايِدِهِمْ مَكَامِنَ غَوَائِلِهِ لِلْمُرِيْدِ السَّالِكِ مَا يَسُدُّ ذَالِكَ الْبَابَ وَيَجْعَلُهُ خَائِبًا خَاسِرًا بِخِلَافِ الْعَابِدِ فَاِنَّهُ رُبَّمَا يَشْتَغِلُ بِالْعِبَادَةِ وَهُوَ فِيْ حَبَائِلِ الشَّيْطٰنِ وَلَا يَدْرِيْ: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۲۳۳

ہزار عابد سے بھی شیطان اتنا نہیں ڈرتا جتنا ایک فقیہ یعنی عالم باعمل ولی کامل سے ڈرتا ہے اس لیے کہ ولی کامل شیطانی مکر و فریب سے نہ فقط خود محفوظ رہتا ہے بلکہ جب کبھی بھی شیطان لوگوں کے لیے خواہشات نفسانیہ کا کوئی نیا دروازہ کھولتا ہے نہایت حسین پیرایہ میں خواہشات پیش کرتا ہے تو فقیہ یعنی خدا تعالیٰ کا برگزیدہ ولی اپنے مریدوں کو ایسے طریقے بتاتا ہے جس سے شیطان کے مکر و فریب والے بھیانک راستے مسدود ہو جاتے ہیں اور شیطان کو خسارہ اور نقصان کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا برخلاف نرے عابد کے کہ وہ بسا اوقات عبادت میں بھی مشغول ہوتا ہے پھر بھی شیطان کی رسیوں میں جکڑا رہتا ہے اور اپنی اس کیفیت سے بھی بے خبر ہوتا ہے

---

۱۷ بند

شیطان کے دشمن۔ سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان لعین سے پوچھا کَمْ اَعْدَاءُكَ مِنْ اُمَّتِيْ میری امت کے کون سے افراد تیرے دشمن ہیں اور تجھے ان سے نفرت وعداوت ہے۔ تو شیطان نے کہا جناب بیس ہیں کہ جنکی تفصیل اس ترتیب سے ذکر کی اَوَّلُهُمْ اَنْتَ يَا مُحَمَّدُ فَاِنِّيْ اُبْغِضُكَ وَالْعَالِمُ الْعَامِلُ بِالْعِلْمِ وَحَامِلُ الْقُرْآنِ اِذَا عَمِلَ بِمَا فِيْهِ وَالْمُؤَذِّنُ لِلّٰهِ فِيْ خَمْسِ صَلَوَاتٍ وَمُحِبُّ الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْيَتَامٰى وَذُوْ قَلْبٍ رَحِيْمٍ وَالْمُتَوَاضِعُ لِلْحَقِّ وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاٰكِلُ الْحَلَالِ وَالشَّابَّانِ الْمُتَحَابَّانِ فِي اللّٰهِ وَالْحَرِيْصُ عَلَى الصَّلٰوةِ فِي الْجَمَاعَةِ وَالَّذِيْ يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ وَالَّذِيْ يَنْصَحُ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَدْعُوْا لِلْاِخْوَانِ وَلَيْسَ فِيْ قَلْبِهٖ شَيْءٌ وَالَّذِيْ يَكُوْنُ اَبَدًا عَلٰى وُضُوْءٍ وَسَخِيٌّ وَحَسَنُ الْخُلُقِ وَالْمُصَدِّقُ رَبَّهٗ بِمَا ضَمِنَ اللّٰهُ لَهٗ وَالْمُحْسِنُ اِلٰى مَسْتُوْرَاتِ الْاَرَامِلِ وَالْمُسْتَعِدُّ لِلْمَوْتِ۔

منبہات۔ صفحہ ۲۷

سب سے زیادہ خطرناک دشمن میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سمجھتا ہوں آپ سے ہمیشہ میں لرزہ براندام رہتا ہوں۔ میرا دوسرا دشمن وہ عالم دین ہے جو پوری طرح اپنے علم پر عمل کرتا ہے اس کا علم عمل کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ میرا تیسرا دشمن حافظ قرآن ہے جس کے سینے میں آپ پر نازل کیا ہوا مقدس کلام محفوظ ہے۔ میرا چوتھا دشمن مؤذن ہے جو خالصاً لوجہ اللہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے، روزانہ پانچ وقت اذان دیکر دوسروں کو بھی عبادت الٰہی کی طرف بلاتا ہے۔ میرا پانچواں دشمن وہ ہمدرد مؤمن ہے جو محتاجوں مسکینوں اور یتیموں کے ساتھ محبت کرتا ہے اور میرا چھٹا دشمن رحمدل مؤمن ہے اور میرا ساتواں دشمن وہ مرد مؤمن ہے جو خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر عجز وانکساری کرتا ہے۔ میرا آٹھواں دشمن وہ صالح نوجوان ہے جس کی جوانی اللہ تعالیٰ کی عبادت وبندگی میں

بسر ہو رہی ہو میرا نالواں دشمن وہ حلال غذا پر ہمیشگی کرنے والا ہے جو ناجائز ذرائع سے ایک لقمہ بھی حاصل کر کے نہیں کھاتا اور ان دو دوستوں کو میں اپنا دسواں دشمن تصور کرتا ہوں جن کی آپس میں دوستی صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہو میرا گیارھواں دشمن وہ نمازی ہے جو ہمیشہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا رہتا ہے۔ میرا بارھواں دشمن وہ کامل مؤمن ہے جو رات کے سناٹے میں اسوقت تہجد و دیگر نوافل ادا کرتا ہے جس وقت دوسرے لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔ میرا تیرھواں دشمن وہ متقی شخص ہے جو خداوند تعالیٰ کی منع کی ہوئی چیزوں سے بہت دور رہتا ہے میرا چودھواں دشمن وہ نیک شخص ہے جو دوسروں کی خیر خواہی کرتا ہے نیکی کی طرف بلاتا ہے سارے مسلمان بھائیوں کے لیے دعاءِ خیر کرتا ہے اور کسی مسلمان بھائی کے متعلق اپنے دل میں کوئی غصہ رنجش نہیں رکھتا، میرا پندرھواں دشمن وہ شخص ہے جو ہمیشہ پاک وصاف اور باوضو رہتا ہے۔ میرا سولھواں دشمن وہ سخی مؤمن ہے جس کے صدقہ وخیرات سے کئی خدا کے بندے فائدہ اٹھاتے ہوں۔ میرا سترھواں دشمن وہ خوش خلق مؤمن ہے جو ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے میرا اٹھارھواں حریف وہ شخص ہے جس کا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہے کسی غیر سے نہ کچھ مانگتا ہے نہ طمع کرتا ہے۔ میرا انیسواں دشمن وہ غمخوار مؤمن ہے جو اپنے پرائے کا غم کھاتا ہے بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری کرتا ہے میرا بیسواں اور آخری دشمن وہ خوش قسمت مسلمان ہے جو اس فانی دنیا کو ایک مسافر خانہ تصور کر کے آخرت کے سفر اور موت کے لیے تیاری کرتا ہے دنیا میں رہتا ہے مگر دنیا سے دل نہیں لگاتا۔

شعر عربی۔

أَمْوَالُنَا لِذَوِي الْمِيْرَاثِ نَجْمَعُهَا ؛ وَدُوْرُنَا لِخَرَابِ الدَّهْرِ نَبْنِيْهَا

لَهُ مَلَكٌ يُنَادِيْ كُلَّ يَوْمٍ ؛ لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ

(ہم یہ مال وملکیت تو وارثوں کے لیے جمع کرتے ہیں نہ اپنے لئے یہ مکانات بھی ویران وبرباد ہونے کے لیے بنارہے ہیں نہ کہ ہمیشہ رہنے کے لیے یاد رکھ ہر روز اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ اے انسان موت کے لیے بھی کچھ تیاری کرلے ویران قبر کے لیے بھی کوئی نیک اعمال کی عمارت تیار کر۔

---

۵ ابو العتاہیہ خان۔

میرے پیرومرشد حضرت خواجہ محمد عبدالغفار نقشبندی رحمت پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں
شعر بزبان سرائکی۔ قبر دی ظلمت یاد کر: سختی صلابت یاد کر
کلفت قرابت یاد کر: نیکی کما اج وقت ہے[1]

شیطان کے دوست: شیطن کے دشمن معلوم ہو جانے کے بعد اب شیطن کے دوست بھی معلوم کرلیں۔
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطن سے پوچھا کہ كَمْ اَحِبَّاءُكَ مِنْ اُمَّتِي۔ میری امت میں
تیرے دوست کتنے ہیں تو لعین نے کہا عَشْرُ نَفَرٍ اَوَّلُهُمُ الْاِمَامُ الْجَائِرُ وَالْمُتَكَبِّرُ وَ
الْغَنِيُّ الَّذِي لَا يُبَالِي مِنْ اَيْنَ يَكْتَسِبُ الْمَالَ وَفِي مَاذَا يُنْفِقُ وَالْعَالِمُ
الَّذِي صَدَّقَ الْاَمِيْرَ عَلٰى جَوْرِهٖ وَالتَّاجِرُ الْخَائِنُ
وَالْمُحْتَكِرُ وَالزَّانِيُ وَآكِلُ الرِّبَا وَالْبَخِيْلُ الَّذِي لَا يُبَالِي مِنْ اَيْنَ يَجْمَعُ
الْمَالَ وَشَارِبُ الْخَمْرِ مُدْمِنٌ عَلَيْهَا۔

آپ کی امت میں سے دس قسم کے لوگوں کو میں محبوب رکھتا ہوں میرا پہلا دوست ظالم بادشاہ ہے میرا دوسرا دوست متکبر و مغرور قسم کے لوگ ہیں جو اپنے آپ کو بہت بہتر اور اونچا تصور کرتے ہیں میرا تیسرا دوست وہ مالدار شخص ہے جو دنیا حاصل کرنے میں شریعت کے احکام کی پرواہ کئے بغیر ہر وہ جائز ناجائز طریقہ اپناتا ہے جس سے منافع زیادہ حاصل ہوتا ہو اور مال و دولت خرچ کرنے میں بھی احکام الٰہی کو مدنظر نہ رکھتا ہو اسراف و دیگر ایسے مقامات پر خرچ کرتا ہو جس سے شریعت نے منع کیا ہے میرا چوتھا دوست وہ بکا ہوا دنیا کو دوست رکھنے والا عالم ہے جو بڑے بڑے آدمیوں کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے انکی ناجائز باتوں کو بھی دلائل سے درست ثابت کرے میرا پانچواں دوست وہ تاجر ہے جس کی تجارت دھوکہ، جھوٹ، فریب سے چلتی ہو۔ میرا چھٹا دوست ذخیرہ اندوز ہے جو اسوقت تک غلہ بازار میں نہیں لاتا جب تک قیمتیں چڑھ نہ جائیں میرا ساتواں دوست زانی ہے میرا آٹھواں دوست سود خوار ہے جس کا وجود پورے معاشرہ کے لیے تباہ کن ہے۔ میرا نانواں دوست وہ بخیل ہے

---

[1] کیڑے مکوڑے ماس کھا: کرسن تیڈا تن من فنا قبر دیوتح ہے لکھی جا: نیکی کما اج وقت ڈھئی

جو مال و دولت جمع کرتے وقت حلال حرام کی پروا نہیں کرتا اور میرا دسواں دوست عادی شرابی ہے

آمدم بر سرِ مطلب: اللہ والوں کی نسبت اور غلامی کے بغیر اللہ تعالےٰ کی معرفت کا حاصل ہونا غیر ممکن نہ سہی مشکل ضرور ہے جیسا کہ مشہور و معروف بزرگ حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور میرا ایک ساتھی وصول الی اللہ کے شوق میں، معرفۃ الٰہی حاصل کرنے کی غرض سے ایک غار میں جا بیٹھے اور ہمیشہ یہی خیال رہتا کہ آج نہیں تو کل ضرور خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جائیگی حتیٰ کہ ایک دفعہ ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک باہیبت شخص ہمارے پاس آئے انکو دیکھتے ہی ہم سمجھ گئے کہ یہ کوئی کامل ولی ہے۔ ہم نے مؤدبانہ عرض کی کیف حالک جناب کا کیا حال ہے جواب میں ارشاد فرمایا کَیْفَ یَکُوْنُ حَالُ مَنْ یَّقُوْلُ یُفْتَحُ لَنَا غَدًا اَوْ بَعْدَ غَدٍ یَا نَفْسُ لِمَ لَا تَعْبُدِیْنَ اللہَ لِلّٰہِ، میرا حال کیا پوچھتے ہو؟ بتاؤ، ان لوگوں کا حال کیا ہوگا۔ جو یہی کہتے رہتے ہیں کہ آج نہیں تو کل ہمارے لیئے خداوند تعالیٰ کی معرفۃ کا دروازا کھل جائے گا۔ اے نفس تو اللہ تعالیٰ کی عبادت محض اُسکی رضا حاصل کرنے کے لیئے کیوں نہیں کرتا۔ حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس بزرگ کا یہ کہنا تھا کہ ہماری باطنی آنکھیں کھلیں اور توبہ تائب ہوگئے۔ اسکے بعد ہی ہمارے لیئے معرفۃ الٰہی کے دروازے کھلے۔

معلوم ہوا کہ اپنے خیال سے لاکھ عبادت، مجاہدات، ریاضت کرنے سے بھی وصول الی اللہ نہیں ہو سکتا۔ یہاں ولی کامل کی ایک ہی نظر کرم سے طالب مطلوب تک پہنچ سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ اور انکے ساتھی کو اپنے طور ریاضت کرنے کے باوجود کچھ حاصل نہ ہوا جب کہ ولی کامل نے ایک ہی نورانی نظر سے انکی کایا ہی پلٹ دی اور بغیر مشقت کے اپنی توجہات عالیہ سے انکو معرفۃ الٰہی کے مدارج طے کرائے۔ **بیت:** یک زمانہ صحبتِ با اولیاء ٭ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ایک ساعت اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنا سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

حافظ شیرازی: حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ امیر گھرانے کے ایک شریف صاحبزادے تھے۔ ان کے

۱۔ خالص۔ ۲۔ تکلیف

حضرت ابوالحسن شاذلی اور انکے ساتھی کا بیان

انکے دوسرے بھائی تو بڑے عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے تھے مگر یہ درویش صفت صاحبزادے ہمیشہ عبادت، ریاضت اور نیکی کے کاموں میں لگے رہتے کئے کئی دن تک جنگل میں رہ کر درختوں کے پتوں پر گذارہ کرتے تھے، جب حضرت نجم الدین کبریٰ رحمتہ اللہ علیہ کو خواب میں حکم ہوا کہ جاؤ فلاں امیر کے فلاں صاحبزادے کو اپنی غلامی میں قبول کرو اسے پڑھاؤ تصوف و فقیری کی راہ طے کراؤ۔ حکم ہوتے ہی صبح کو امیر کے پاس پہنچے اور سارے لڑکے پیش کرنے کا حکم فرمایا۔ امیر کے سارے لڑکے حاضر ہوئے لیکن خواب میں جو صاحبزادے نظر آئے وہ نہیں تھے۔ پوچھا کوئی اور لڑکا رہ تو نہیں گیا امیر نے کہا ہاں ایک دیوانہ سا لڑکا ہے وہ یہاں پر نہیں ہے جنگل کی طرف گیا ہوا ہے۔ حضرت نے فرمایا جاؤ جلدی سے اسے لے آؤ۔ جب وہ لائے گئے تو دور سے ہی حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ کو دیکھتے ہی ان کی حالت دگرگوں ہوگئی۔ اور سمجھ گئے کہ آج میری مدعا[1] پوری ہونے والی ہے مستی اور مدہوشی کے عالم میں[2] زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ صادر ہو رہے تھے کہ آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند: آیا بود کہ گوشۂ چشم بما کنند۔ وہ حضرات جو بے قیمت مٹی کو اپنی نظر کرم سے کیمیا بناتے ہیں کیا آج ہماری طرف معمولی سا التفات و توجہ فرمائینگے۔ حضرت خواجہ یہ سنکر فرمانے لگے۔ برخوردار بتو نظر کردم۔ (نیک بخت اب میں نے تیرے اوپر نظر کردی۔ یہ سنکر حافظ جی حضرت خواجہ کے قدموں پر گر پڑے اور آپکی صحبت میں رہ کر معرفت الٰہی حاصل کی اور اپنے وقت کے ولی کامل بن گئے آج بھی حافظ شیرازی کا شمار بڑے بڑے اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔

مکتوبات شریف میں امام ربانی قدس اللہ اسرارہ نے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی افضلیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ نہایتِ دیگراں در بدایتِ ایشان مندرج گشتہ است و مبتدی طریقہ ایشاں حکم منتہی طرق دیگر یافتہ دازانکہ ابتدا سفر ایشاں در وطن مقرر شدہ است و خلوت در انجمن بحصول پیوستہ و دوام حضور نقد وقت شاں آمدہ ایشانند کہ تربیتِ طالبان مربوط بہ صحبتِ علیہ ایشاں ست و تکمیل ناقصاں منوط بہ توجہ شریفِ ایشان نظر شاں شافی امراض قلبیہ است والتفاتِ شاں

---

(۱) مقصد (۲) حالت حضرت حافظ شیرازی رح

دافعِ عللِ معنویہ است یک توجہ ایشان کار صد اربعین میکند ویک التفاتِ شان برابرِ ریاضت ومجاہداتِ سنین ۔ مکتوباتِ امام ربانی مکتوب ۲۳ دفتر دوم حصہ ششم صفہ ۶۱

دوسروں کی انتہاء ان کی ابتداء میں داخل ہے ۔ اور اس طریقہ میں شروع ہونے والا دوسرے طریقوں کا انتہا تک پہنچنے والے کا حکم رکھتا ہے اور شروع ہی سے انکا سفر وطن میں مقرر کیا ہوا ہے اور ان کو خلوت[۱] در انجمن حاصل ہو چکی ہے اور ہمیشگی کا حاضر رہنا ان کے وقت کی پونجی ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ طالبوں کی تربیت انکی صحبتِ عالیہ پر موقوف ہے ۔ اور ناقصوں کا کمال تک پہنچنا انکی توجہ مبارک پر بند ہے ۔ انکی مبارک نظر دل کی بیماریوں کیلئے شفاء ہے اور انکی توجہ باطنی بیماریوں کو دور کرتی ہے ۔ انکی ایک توجہ سو چلوں کا کام کرتی ہے ۔ اور انکی ایک نظرِ عنایت کئی سال کی ریاضتوں اور مجاہدوں کے برابر ہے ۔

غرضیکہ اللہ والوں کی صحبت عظیم سرمایہ ہے دنیا آخرت کی عزت اور سعادت کا باعث ہے جیسا کہ کسی اہل دل نے کہا ہے ۔ وَفِي صُحْبَةِ الْاَخْيَارِ وَالصُّلَحَاءِ شَرَفٌ عَظِيمٌ وَسَعَادَةٌ عُظْمٰى ۔ روح البیان ۔ اللہ والوں کی صحبت میں بڑا ہی شرف اور بڑی سعادت ہے ۔

سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ مہدی علی کشمیری کے نام ایک خط میں بزرگوں کی محبت اور صحبت کے فائدے اس انداز سے ذکر کئے ہیں فرماتے ہیں ۔ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ بر محبتِ این طائفہ استقامت کرامت فرماید وبا ایشان محشور دارد وَهُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيسُهُمْ وَلَا يُحْرَمُ اَنِيسُهُمْ وَلَا يَخِيبُ مُبِيسُهُمْ وَهُمْ جُلَسَاءُ اللّٰهِ وَهُمْ اِذَا رُءُوا ذُكِرَ اللّٰهُ وَهُمْ مَنْ عَرَفَهُمْ وَجَدَ اللّٰهَ نَظَرُهُمْ دَوَاءٌ وَكَلَامُهُمْ شِفَاءٌ وَصُحْبَتُهُمْ ضِيَاءٌ وَبَقَاءُهُمْ مَنْ رَءٰى ظَاهِرَهُمْ خَابَ وَخَسِرَ وَمَنْ رَءٰى بَاطِنَهُمْ نَجٰى وَاَفْلَحَ خوش گفت آنکہ گفت الٰہی چیست اینکہ

---

۱ ۔ خلوت در انجمن طریقۂ عالیہ کی شرائط میں سے ایک شرط ہے ۔

دوسروں کی انتہا انکی ابتدا میں داخل ہے ۔ یک توجہ ایشاں کار صد اربعین ہے کند ۔ نہایت دیگراں در بدایت شان مندرج است

دوستانِ خود را کردی (کہ ہر کہ ایشاں را شناخت ترا یافت و تا ترا نیافت ایشاں را نشناخت یعنی شناختن ایشان و یافت تو از یکدیگر منفک نیستند) مکتوبات امام ربانی مکتوب ۵۲ دفتر دوم حصہ ہفتم ص۳۲

اللہ تعالیٰ آپکو استقامت کے ساتھ اس گروہ (صالحین) کی محبت سے سرفراز فرماوے اور امید ان حشر میں بھی انہی کے ساتھ رکھے۔ یہ ایسا گروہ ہے جن کا ہمنشین کبھی بدنصیب نہیں رہتا اور ان سے قلبی تعلق رکھنے والا محروم نہیں رہتا اور ان سے ملنے والا کبھی ناامید نہیں جاتا یہ اللہ تعالیٰ کے ہمنشین ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دیکھنے سے خدا تعالیٰ کی یاد آجاتی ہے یہی وہ لوگ ہیں کہ جس نے ان کو پہچانا خدا تعالیٰ کو پایا ان کی مبارک نظر دوا ہے ان کا مبارک کلام شفاء ہے انکی صحبت روشنی اور رونق ہے اور یہی وہ لوگ ہیں کہ جس نے ان کے ظاہر حال کو دیکھا نقصان پایا اور جس نے ان کے باطن کو دیکھا نجات پائی اور کامیاب ہوا۔ خوب کہا جس نے یہ کہا کہ یا الٰہی یہ کیا راز ہے تو نے اپنے دوستوں کو کیا بنا دیا ہے کہ جس نے ان کو پہچانا خدا کو پایا اور جب تک تجھے نہ پایا انکو نہ پہچانا۔ یعنی آپکا وصول (پایا جانا) اور انکی پہچان ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں۔

عارف ربانی شیخ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ امام غزالی علیہ الرحمہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ عَنْ بَعْضِ الْعَارِفِیْنَ اَنَّہٗ یَقُوْلُ مَنْ لَمْ یَکُنْ لَہٗ نَصِیْبٌ مِنْ عِلْمِ الْقَوْمِ یُخَافُ عَلَیْہِ سُوْءُ الْخَاتِمَۃِ وَاَدْنٰی نَصِیْبٍ مِنْہُ التَّصْدِیْقُ وَالتَّسْلِیْمُ لِاَھْلِہٖ۔ الیواقیت والجواہر ص۱۳

کئی بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جس کو اس گروہ (اہل اللہ) کے علم سے کچھ بھی حصہ میسر نہ ہوا[۱] اسکے خاتمے برے ہونے کا اندیشہ ہے[۲]۔ کم سے کم اس علم کا حصہ یہ ہے کہ ان کی (ہر طرح) تصدیق کرے اور ان کی (ہر بات) کو تسلیم کرے۔

اہل اللہ کی مخالفت کا نتیجہ! لہٰذا اگر کوئی شخص اولیاء اللہ کی تصدیق نہیں کرتا تو انکی تکذیب[۳]

---

۱ حاصل ۲ سچا سمجھنا ۳ ماننا ۴ جھوٹا کہنا۔

کرتا ہے اگستاخ اور مخالفت کرتا ہے، اور لوگوں کو اُن کے پاس جانے سے روکتا ہے تو اس کے خاتمہ بُرے ہونے کا خوف ہے بمطابق حدیث عَنْ اَنَسٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ اَهَانَ وَيُرْوٰى مَنْ عَادٰى وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِيْ بِالْمُحَارَبَةِ رواه البخاری۔ تفسیر مظہری صد ۳۸ ج ۷

(جس نے حقارت کی اور دوسری روایت میں ہے جس نے دشمنی کی میرے ولی کے ساتھ پس تحقیق وہ میرے ساتھ جنگ کے لیے نکلا (گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کا اعلان کیا ہے) حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حبّ درویشان کلید جنّت است
دشمنِ ایشان سزائے لعنت است
گر ترا عقل است با دانش قرین
باش درویش و با درویشان نشین

بزرگوں کی محبت جنت کی کنجی ہے اور ان کا دشمن رحمت الٰہی سے دوری کا لائق ہے اگر تجھے عقل اور سمجھ ہے تو خود بھی درویش بن اور رہ بھی درویشوں کے ساتھ۔

علماء کو بھی صحبت صالحین کی ضرورت ہے ان واضح دلائل سے ثابت ہوا کہ ہر ایک آدمی کے لیے بزرگانِ دین، مشائخ طریقت علماء ربانی کی صحبت و خدمت ضروری ہے اس میں علماء بھی عوام کی طرح ضرورت مند ہیں بلکہ عوام سے کہیں زیادہ علماء کو بزرگوں کی صحبت اور ان سے استفادہ[۲] استفاضہ[۳] کی حاجت ہے

حضرت علامہ امام ابوالقاسم قیشری شافعی نیشاپوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
وَلَمْ يَكُنْ عَصْرٌ مِّنَ الْاَعْصَارِ فِيْ مُدَّةِ الْاِسْلَامِ اِلَّا وَفِيْهِ شَيْخٌ مِّنْ شُيُوْخِ هٰذِهِ الطَّائِفَةِ مِمَّنْ لَّهٗ عِلْمُ التَّوْحِيْدِ وَاِمَامَةُ الْقَوْمِ

۲۔ فائدہ کی طلب کرنا ۳۔ فیض حاصل کرنا۔

اَلَا وَ اَئِمَّةُ ذَالِكَ الْوَقْتِ مِنَ الْعُلَمَاءِ اِسْتَسْلَمُوْا لِذَالِكَ الشَّيْخِ وَتَوَاضَعُوْا لَهٗ وَتَبَرَّكُوْا بِهٖ وَلَوْلَا مَزِيَّةٌ وَخُصُوْصِيَّةٌ لَهُمْ وَاِلَّا لَكَانَ الْاَمْرُ بِالْعَكْسِ۔ رسالہ قشیریہ ص ۱۹۸

جب سے اسلام کا دور شروع ہوا ہے کوئی بھی ایسا وقت نہیں آیا جس میں بزرگوں کی جماعت میں سے کوئی بھی ایسا موجود نہ ہو جس کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا علم حاصل ہو۔ اور اس وقت کے سارے لوگوں کا پیشوا ہو۔ خبردار اس وقت کے عالموں نے جو اپنے وقت کے امام تھے ان کے سامنے گردنیں جھکائیں عاجزی کی اور ان (بزرگوں) سے فیض حاصل کیا۔ اگر بزرگوں کو علماء پر کوئی فضیلت اور خصوصیت نہ ہوتی تو معاملہ اس کے خلاف ہوتا۔ مشہور و معروف بزرگ مجتہد وقت حنبلی مذہب کے پیشوا حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جو چھ لاکھ احادیث نبویہ کے حافظ تھے۔ کبھی کبھی حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جایا کرتے تھے کسی نے پوچھا حضرت! آپ اتنے بڑے عالم ہو کر اس گودڑی پوش کے پاس کیوں جایا کرتے ہیں؟ فرمایا مجھے ان کی خدمت سے ایسی باتیں ملتی ہیں جو ہماری کتابوں میں بھی نہیں ملتی۔

شیخ الحدیث حضرت انور شاہ صاحب کشمیری نے جب دورۂ حدیث کا ختم فرمایا تو فرمایا لاکھ دفعہ بخاری شریف پڑھو جب تک کسی اللہ والے کے جوتے نہ اٹھاؤ گے کچھ نہیں ملیگا کسی نے سچ فرمایا۔

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا ∴ دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

نقل از ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک ستمبر ۱۹۶۸ء ملفوظات مولانا عبداللہ بھلوی عمدۃ المحققین والمفسرین امام المتکلمین امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ رَحْمَةً وَاسِعَةً آیۂ شریفہ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا البقرہ کے ماتحت لکھتے ہیں۔ وَقَالَ بَعْضُ الْمُحَقِّقِيْنَ

عاجزی اور طلب اور فیض حاصل کیا

العلماء ثلاثة عالم بالله غير عالم بامر الله وعالم بامر الله
غير عالم بالله وعالم بالله وبامر الله اما الاول فهو عبد قد
استولت المعرفة الالهية على قلبه فصار مستغرقا بمشاهدة
نور الجلال وصفات الكبرياء فلا يتفرغ لتعلم علم الاحكام الا
مالا بد منه الثاني هو الذي يكون عالما بامر الله وغير عالم
بالله وهو الذي عرف الحلال والحرام وحقائق الاحكام لكنه
لايعرف اسرار جلال الله اما العالم بالله وباحكام الله فهو
جالس على الحد المشترك بين عالم المعقولات وعالم المحسو
سات فهو تارة مع الله بالحب له وتارة مع الخلق بالشفقة و
الرحمة فاذا رجع من ربه الى الخلق صار معهم كواحد منهم
كانه لايعرف الله واذا خلا بربه مشتغلا بذكره وخدمته
فكانه لايعرف الخلق فهذا سبيل المرسلين والصادقين
وهذا هو المراد من قوله عليه السلام سائل العلماء اي العلماء
بامر الله غير العالم بالله فامر بمسائلتهم عند الحاجة الى الاستفتاء
منهم واما الحكماء فهم العالمون بالله الذين لا يعلمون اوامر
الله فامر بمخالطتهم واما الكبراء فهم العالمون بالله وبا
حكام الله فامر بمجالستهم لان في تلك المجالسة منافع
الدنيا والآخرة ۔ تفسیر کبیر ص ۲۶ ج ۔ ۱

بڑے بڑے علماء کرام فرماتے ہیں کہ علماء کی تین اقسام ہیں (۱) عالم باللہ غیر عالم بامر اللہ یعنی وہ
عالم جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی معرفت ہو اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی صفت جلال کے نور
دیکھنے اور صفات کبریاء کے مشاہدہ میں مشغول ہو اور احکام شرع کی تعلیم حاصل کرنے
کی اسے فرصت نہ ہو فقط اپنی ضرورت کے مطابق احکام جانتا ہو۔ (۲) عالم بامر

اللہ غَیْر عالِم باللہِ یعنی وہ عالم جو حلال وحرام و دیگر احکام کی حقیقتیں تو بخوبی جانتا ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے جلالی رازوں سے بے خبر ہو (۳) عَالِم باللہ وبَاَمْرِاللہِ یعنی وہ عالم جو معقولات[۱] اور محسوسات[۲] کے جہانوں کے درمیان والے حد مشترک[۳] پر کھڑے ہے وہ کبھی فقط اللہ تعالیٰ کی محبت میں مستغرق ہوتا ہے اور کبھی مخلوقات کی طرف رحمت و شفقت کی نظر فرماتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے رجوع کر کے مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ بھی ان ہی میں ایک فرد ہے اسے بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی معرفت حاصل نہیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو جاتا ہے مقام عبدیت کی طرف لوٹتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ مخلوق کے ساتھ تو اس کا دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ اور یہی انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاءِ عظام علیہم الرضوان کا راستہ ہے اور حدیث شریف ترجمہ "علماء سے پوچھو حکماء کے ساتھ میل جول رکھو اور کبراء کے ساتھ بیٹھو" اس حدیث شریف میں بھی علماء سے بوقتِ ضرورت مسائل دریافت کرنے کا حکم ہے اس سے مراد علماء کی دوسری قسم ہے۔ اور حکماء کے ساتھ میل میلاپ کا حکم دیا گیا ہے اس سے علماء کی پہلی قسم مراد ہے اور کبراء کے ساتھ ہمنشینی اور محبت کا حکم دیا ہے ہے اس سے مراد علماء کی تیسری قسم ہے یعنی جو احکام شرع بھی پوری طرح جانتے ہوں اور انکو اللہ تعالیٰ کی معرفت بھی حاصل ہو۔ انکی مجلسوں میں بیٹھنے سے دنیا آخرت کے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

علماء کی مذکورہ بالا تقسیم اور ان کے درمیان فرق اور فائدے بیان کرنے کے بعد امام ر

۱؎ جو فقط عقل ہی کے ذریعے سمجھا جاسکے ظاہری حواس خمسہ (۱) سمع (سننے کی قوت (۲) بصر (دیکھنے کی قوت (۳) شم (سونگھنے کی قوت (۴) ذوق (چکھنے کی قوت (۵) لمس (چھونے کی قوت کے ذریعہ نہ سمجھا جائے یہاں اس سے اللہ والوں کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخفی تعلق مراد ہے

(۲) اس سے مراد ادراک کرنے کی مذکورہ قوتیں ہیں۔ ۳؎ دو طرفہ تعلق والی چیز کو حد مشترک کہا جاتا ہے اس سے مراد اولیاء کا دو طرفہ تعلق ہے

موصوف نے ان کی نشانیاں بھی ذکر کی ہیں۔ تفسیر کی عبارت یہ ہے

ثُمَّ قَالَ شَقِيقُ الْبَلْخِيُّ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْ هٰؤُلَاءِ الثَّلٰثِ عَلَامَاتٌ أَمَّا الْعَالِمُ بِأَمْرِ اللّٰهِ فَلَهُ ثَلَاثُ عَلَامَاتٍ أَنْ يَكُوْنَ ذَاكِرًا بِاللِّسَانِ دُوْنَ الْقَلْبِ وَأَنْ يَكُوْنَ خَائِفًا مِنَ الْخَلْقِ دُوْنَ الرَّبِّ وَأَنْ يَسْتَحِيَ مِنَ النَّاسِ فِي الظَّاهِرِ وَلَا يَسْتَحِيَ مِنَ اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَأَمَّا الْعَالِمُ بِاللّٰهِ فَإِنَّهُ يَكُوْنُ ذَاكِرًا خَائِفًا مُسْتَحِيًا أَمَّا الذِّكْرُ فَذِكْرُ الْقَلْبِ لَا ذِكْرُ اللِّسَانِ وَأَمَّا الْخَوْفُ فَخَوْفُ الرِّيَاءِ لَا خَوْفُ الْمَعْصِيَةِ وَأَمَّا الْحَيَاءُ فَحَيَاءُ مَا يَخْطُرُ عَلَى الْقَلْبِ لَا حَيَاءُ الظَّاهِرِ وَأَمَّا الْعَالِمُ بِاللّٰهِ وَبِأَمْرِ اللّٰهِ فَلَهُ سِتَّةُ أَشْيَاءَ الثَّلَاثَةُ الَّتِي ذَكَرْنَاهَا لِلْعَالِمِ بِاللّٰهِ فَقَطْ مَعَ الثَّلَاثَةِ أُخْرٰى كَوْنُهُ جَالِسًا عَلَى الْحَدِّ الْمُشْتَرَكَةِ بَيْنَ عَالَمِ الْغَيْبِ وَعَالَمِ الشَّهَادَةِ وَكَوْنُهُ مُعَلِّمًا لِلْقِسْمَيْنِ الْأَوَّلَيْنِ وَكَوْنُهُ بِحَيْثُ يَحْتَاجُ الْفَرِيقَانِ الْأَوَّلَانِ إِلَيْهِ وَهُوَ يَسْتَغْنِي عَنْهُمَا ثُمَّ قَالَ مَثَلُ الْعَالِمِ بِاللّٰهِ وَبِأَمْرِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الشَّمْسِ لَا يَزِيْدُ وَلَا يَنْقُصُ وَمَثَلُ الْعَالِمِ بِاللّٰهِ فَقَطْ كَمَثَلِ الْقَمَرِ يَكْمُلُ تَارَةً وَيَنْقُصُ تَارَةً أُخْرٰى وَمَثَلُ الْعَالِمِ بِأَمْرِ اللّٰهِ فَقَطْ كَمَثَلِ السِّرَاجِ يُحْرِقُ نَفْسَهُ وَيُضِيْءُ لِغَيْرِهٖ ا! تفسیر کبیر ص۲۶۷ جلد اول پس حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ نے کہا ان تینوں قسم کے علماء کی نشانیاں ہیں۔

عالم بامر اللہ کی تین نشانیاں ہیں (۱) زبان کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ہوگا مگر دل سے نہیں (۲) مخلوق کا خوف اس کے دل میں ہوگا مگر خالق کا خوف نہیں (۳) ظاہر میں انسانوں کے سامنے تو حیادار ہوگا مگر اندرونی طور پر اس میں اللہ تعالیٰ سے حیاء نہیں ہوگا۔

عالم باللہ کی بھی تین علامات ہیں۔ نہ صرف زبان کا ذاکر ہوگا بلکہ اسکے دل میں بھی

اللہ تعالےٰ کا ذکر ہوگا (۲) اسکو گناہ کرنے کا خوف نہیں ہوگا اسکو یہ خوف ہوگا کہ میرے اعمال میں کہیں ریاء تو شامل نہیں ہے (۳) حیادار ہوگا حیاء سے مراد ظاہری حیاء نہیں بلکہ اس کو ان قلبی خیالات کی وجہ سے حیاء و شرمساری ہوتی ہے جو ماسوی اللہ[۱] کے خیالات نادانستہ[۲] طور پر دل پر واقع ہوجاتے ہیں۔

عالم باللہ بامراللہ کی چھ علامات ہیں تین وہ جو عالم باللہ کی ہیں یعنی (۱) ذکر قلبی (۲) خوف ریا کا (۳) دل میں ماسوی اللہ کے خیالات آنیکی وجہ سے شرمساری (۴) جو عالم غیب (جو ہم نہ دیکھ سکتے ہوں) اور عالم شہادت (جو ہم دیکھ سکتے ہوں) کے درمیان والے حدّ مشترک (جس کا دونوں کے ساتھ تعلق ہو) پر کھڑا ہو (۵) علماء کی پہلی دونوں قسموں کے لیے معلّم اور رہبر ہونا (۶) اس حیثیت سے رہنا کہ علماء کے پہلے ذکر کئے ہوئے دونوں قسم اس کے محتاج ہوں اور یہ ان دونوں سے بے پرواہ ہو۔

علماء کی مثال:- ان تینوں کی مثال سورج، چاند، دیئے کی سی ہے عالم باللہ بامراللہ سورج کی مانند ہے کہ جس کی روشنی ہمیشہ کامل[۳] رہتی ہے اور اس میں کمی بیشی واقع نہیں ہوتی (اور جو اس کے سامنے آجائے وہ بھی منوّر ہوجائے) اور عالم باللہ فقط کی مثال چاند کی طرح ہے جس کی روشنی کبھی زیادہ ہوتی ہے اور کبھی کم (جس طرح چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے جتنا سورج سے زیادہ قریب ہوتا جائیگا اس کی روشنی بھی بڑھتی ہی جائے گی اور جتنا سورج سے دور ہوتا جائیگا اس کی روشنی بھی کم ہوتی جائے گی اسی طرح عالم باللہ فقط پر بھی فیوض و برکات انوار و تجلیات کے نازل ہونے کا مدار بھی عالم باللہ بامراللہ یعنی ولی کامل باشرع عالم باعمل کے ساتھ تعلق اور صحبت پر ہے) اور عالم بامراللہ فقط کی مثال دیئے کی سی ہے جو کہ دوسروں کو روشنی پہنچاتا ہے اور خود جلتا ہے (اسی طرح عالم بامراللہ کے علم سے بھی دوسرے

---

۱ غیر خدا تعالیٰ ۲ سوچے سمجھے بغیر ۳ پوری۔

لوگ تو فائدہ حاصل کرتے ہیں مگر یہ خود اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ معرفتہ خداوندی سے محروم ہے جو کہ انسان کی پیدائش کا غرض و مقصد ہے)

علماءِ حق کے سلسلے میں حضرت علامہ امام شعرانی قدس سرہ کا نظریہ بھی ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔ اِعْلَمْ اَنَّ وَرَثَةَ الْاَنْبِيَاءِ هُمُ الْعُلَمَاءُ وَالْاَوْلِيَاءُ فَالْاَوْلِيَاءُ وَرَثَةُ الْاَحْوَالِ وَالْاَحْكَامِ الْبَاطِنَةِ الَّتِيْ تَدِقُّ عَنِ الْاَفْهَامِ وَالْعُلَمَاءُ حُفَّاظُ الْاَحْكَامِ الظَّاهِرَةِ الَّتِيْ تُفْهَمُ بِبَادِي الرَّأْيِ وَقَدْ بَرِثَ هٰؤُلَاءِ اَيْضًا الْاَنْبِيَاءَ فِي الْاَحْوَالِ الْبَاطِنَةِ كَمَا كَانَتْ عَلَيْهِ السَّلَفُ الصَّالِحُ فَكَانُوْا اَوْلِيَاءَ عُلَمَاءَ فَلَمَّا تَخَلَّفَ النَّاسُ عَنِ الْعَمَلِ بِكُلِّ مَا يَعْلَمُوْنَ سَمَّوْا عُلَمَاءَ فَقَطْ وَسَلَبُوْهُمْ اِسْمَ الْوَلِيِّ وَاِلَّا فَالْعُلَمَاءُ حَقِيْقَةً هُمُ الْاَوْلِيَاءُ عَلٰى مَا عَلَيْهِ النَّاسُ الْيَوْمَ كُلُّ وَلِيٍّ عَالِمٌ عَامِلٌ بِلَا شَكٍّ وَلَيْسَ كُلُّ عَالِمٍ وَلِيًّا لِاَنَّهُ قَدْ يَتَخَلَّفُ عَنْ مَقَامِ الْعَمَلِ بِمَا عَلِمَ۔

الیواقیت والجواھر ص ۸۸ ج دوم۔

(یقین کرلو کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کے وارث علماء اور اولیاء ہی ہیں اولیاءاللہ احکام اور احوال باطنی کی نگہبانی کرتے ہیں جن کا سمجھنا بہت ہی مشکل ہے۔ اور علماء احکام ظاہری کی نگہبانی کرتے ہیں جو کہ معمولی غور کرنے سے ہی سمجھے جاسکتے ہیں کبھی کبھی یہ لوگ (علماء) احوال باطنی میں بھی انبیاءِ کرام کے وارث ہوتے ہیں جس طرح پہلے زمانے کے صالحین نہ فقط علماء ہوتے تھے بلکہ ساتھ ساتھ اولیاء امۃ بھی ہوتے تھے۔ لیکن بعد میں آہستہ آہستہ علماء نے عمل کرنے میں کوتاہی شروع کردی تو اب لفظ علماء سے تو یاد کئے جاتے ہیں۔ لیکن ان کو ولی کوئی نہیں کہتا در حقیقت اولیاءاللہ ہی علماء ہیں چنانچہ آجکل بھی جو ولی ہیں بلاشک وہ عالم اور عامل بھی ہیں لیکن ہر عالم دین ولی نہیں ہے کیونکہ بسا اوقات عالم اپنے علم پر عمل نہیں کرتے)

نتیجہ:- معلوم ہوا کہ علماء کا منتہائے نظر امر اللہ ظاہری احکام شرع ہے اور عارف

کا منتہائے نظر (جہاں نظر کی انتہاء ہو) ذات اللہ ہے عالم کی رسائی علوم تک ہے عارف کی رسائی معلوم تک ہے عالم کو کلام لفظی کا علم ہے عارف کو کلام نفسی کا علم ہے۔ عالم کی نظر قرآن مجید کے ظاہری معانی پر ہے عارف کی نظر قرآن مجید کے باطنی معانی پر ہے عالم قرآن شریف سے علمی نکات اور فائدے حاصل کرتا ہے۔ اور عارف قرآن شریف سے فیوض و برکات حاصل کرتا ہے۔

سوال: کیا عورتوں کا بزرگوں کے پاس جانا درست ہے یا نہیں؟

ج ۔ اس اہم سوال کا مختصر واضح اور صحیح جواب یہ ہے کہ ولی کامل سنت نبوی کا پورا تابعدار عالم باعمل پابند احکام شرع جس کے یہاں رہن سہن میں مرد و زن کا اختلاط یا اسی قسم کی کوئی بھی خلاف شرع حرکت نظر نہ آئے۔ پردہ شرعی کا پورا پورا انتظام ہو۔ نماز روزہ و دیگر احکام شرعی کی پوری طرح پابندی ہو۔ جیسا کہ میرے پیر و مرشد حضرت قبلہ غریب نواز خواجہ الحاج اللہ بخش نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ سکنہ درگاہ الٰہ آباد متصل کنڈیارو ضلع نواب شاہ سندھ کی دربار میں نہ فقط یہ کہ مردوں کا عورتوں کیساتھ اختلاط نہیں رہتا بلکہ خواتین کی مخصوص حویلی میں پانچ سالہ لڑکے کو بھی اندر جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ دربار پر نماز باجماعت تہجد۔ مسواک، دستار کی پابندی ہے اور حقہ، بیڑی، سگریٹ و دیگر نشہ آور چیزوں سے کلی طور پر احتراز ہے لہذا ایسے باشرع بزرگوں کے پاس جانے کی مردوں سے زیادہ عورتوں کو ضرورت ہے۔ کیونکہ مرد تو ہر ہفتہ کم از کم جمعہ کے دن مسجد میں جاکر وعظ و نصیحت سنتے رہتے ہیں وقتاً فوقتاً جلسوں اور جلوسوں میں شریک ہو کر علماء کی تقاریر سنتے ہیں مگر عورتوں کو نصیحت کرنے والا احکام شرع سکھانے والا کوئی نہیں ہوتا۔ نماز، روزہ، و دیگر احکام شرعیہ کی انکو عموماً خبر نہیں ہوتی انکی پوری زندگی کھاتے پیتے اور بچوں کی پرورش کرتے جہالت میں بسر ہوتی ہے اس لیے ان کو تو اور بھی زیادہ صحبتِ صالحین کی ضرورت ہے، تاکہ وہاں جاکر نماز، روزہ، حیض، و نفاس اور اس کے علاوہ دوسرے مسائل شرعیہ سیکھیں۔

ٹ ۔ میل جول یا اختلاط موقعوں میں ۔

غرضیکہ مشائخ کی خدمت میں جاکر مردوں کی طرح عورتیں بھی بقیہ زندگی خوفِ خدا، نیکی تقویٰ اور پرہیز گاری کے ساتھ بسر کرسکتی ہیں۔ نہیں بلکہ بسر کرتی ہیں: کَمَا شَاھَدْ نَاہُ غَیْرَ مَرَّۃٍ یہ کوئی خود ساختہ یا فرضی یا خوش کن بات نہیں پیش کی جارہی بلکہ تجربہ اور مشاہدہ کے بعد ہی افادۂ عامّہ کے پیشِ نظر یہ چند کلمات تحریر کئے ہیں۔ آپ خود آکر دیکھیں ان شاء اللہ اس سے کہیں زیادہ آپکو فائدہ نظر آئے گا۔

میرے پیرو مرشد حضرت قبلہ کی خدمت بابرکت میں آنیکے بعد کئی سَو یا ہزار نہیں بلکہ کئی لاکھ عورتوں کو دینی فائدہ پہنچا ہے اور تا قیامت پہنچتا رہے گا۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ جو عورتیں بے نماز تھیں آج وہ تہجد بھی قضا نہیں کرتیں۔ جن کی زندگی فسق و فجور اور طرح طرح کے غیر شرعی امور میں صرف ہوتی تھیں۔ جو ریڈیو، ٹی، وی کے گانے بجانے سن کر خوشی سے ناچتیں ڈانس کرتی تھیں آج وہ باپردہ تقویٰ پرہیز گاری کے ساتھ نیک سیرت خواتین کی حیثیت سے شریفانہ زندگی بسر کرتی ہیں جن کو پہلے وضو کا طریقہ بھی معلوم نہیں تھا آج انکو وضو، نماز، حیض و نفاس کے مسائل بر زبان یاد ہیں۔ یاد رہے دربار شریف میں عورتوں اور بچوں کے لیے علیحدہ مدرسہ قائم ہے جہاں ان کو عورتیں ہی مسائل سکھاتی ہیں۔

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی ∴ بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

یا اللہ اس روحانی چشمۂ محمدی نقشبندی کو آباد رکھ اور پورے عالم اسلام کو اس کے فیوض برکات سے سیراب ہونے کی توفیق بخش۔ آمین یا ربَّ العالمین بحرمۃ سیدنا رحمۃ للعالمین

بزرگوں کی صحبت میں بیوی بچوں سمیت جانیکے متعلق حضرت سیدنا غوث اعظم جیلانی محبوب سبحانی پیران پیر دستگیر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مَنْ لَا یَرَیٰ مُفْلِحًا لَا یُفْلِحُ اَنْتَ ھَوَسٌ وَ مُخَالَطَتُکَ لِاَھْلِ الْھَوَسِ سَاَلَ سَائِلٌ ھٰذَا الْعَمٰی اِلٰی مَتٰی؟ فَقَالَ اِلٰی اَنْ تَقَعَ بِالطَّبِیْبِ وَ تَتَوَسَّدَ بِعَتَبَتِہٖ وَ تُحْسِنَ ظَنَّکَ فِیْہِ وَ تُزِیْلَ مِنْ قَلْبِکَ التُّھْمَۃَ لَہٗ وَ تَاْخُذَ اَوْلَادَکَ وَتَقْعُدَ

عَلٰی بَابِہٖ فَحِیْنَئِذٍ یَزُوْلُ الْعَمٰی مِنْ عَیْنَیْکَ۔ فتح الربانی ملفوظات محبوب سبحانی مترجم مجلس ۳

جو شخص اہل فلاح کو نہیں دیکھتا وہ فلاح نہیں پاتا تو بو الحوس واخواہش کا پتلا ہے اور تیرا میل جول بھی بو الحوسون کے ساتھ ہے کسی شخص نے (حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے) پوچھا یہ اندھاپن کب تک رہیگا تو حضرت نے جواب دیا جب تک تو کسی طبیب کے ہاتھ نہ پڑے اور اسکی چوکھٹ کو تکیہ بنالے اسکے متعلق اچھے گمان رکھے اور اپنے دل سے اس کے لیے تہمۃ (بدگمانی) کو نکال پھینکے۔ اپنے بال بچوں کو لے کر اسکے دروازہ پر جا بیٹھے اور اسکی دوا کی تلخی پر صبر کرے پس اسوقت تیری آنکھوں سے اندھاپن جاتا رہے گا۔

شعر۔ آں سراجِ نور ناید در نظر ∴ چشم دل بیند نہ بیند چشم سر

وہ نورانی چراغ نظر نہیں آتا ∴ اسکو دل کی آنکھیں دیکھتی ہیں سر کی آنکھیں نہیں دیکھتیں۔

نکات! سیدنا محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام مبارک سے کئی ایک فوائد ونکات عیاں ہو رہے ہیں۔ جن میں سے چند ایک یہاں بھی درج کی جاتی ہیں۔

نکتہ ۱۔ اہل فلاح یعنی صوفیاء کرام کی معیت، صحبت کے بغیر کوئی بھی فلاح نہیں پاتا۔ اگر فلاح مطلوب ہے تو اولیا کا دامن تھامنا پڑے گا۔ ان کی چوکھٹ سے چمٹنا پڑے گا۔ انکی غلامی میں رہ کر ان کی جوتیاں سیدھی کرکے ہی کچھ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے طلبہ کے لیے شریعت وطریقت میں یہ بیش بہا وصیت تحریر کی ہے لکھتے ہیں۔

طالبعلموں کو وصیت کرتا ہوں کہ درس تدریس پر مغرور نہ ہوں اس کا کارآمد ہونا موقوف ہے اہل اللہ کی خدمت وصحبت ونظر عنایت پر اس کا التزام نہایت اہتمام سے رکھیں۔

بے عنایاتِ حق وخاصانِ حق ∴ گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

شریعت و طریقت صـ ۵۳۲ ملفوظات مولانا عبداللہ بہلوی میں ہے کہ مولانا احمد علی صاحب لاہوری ایک دفعہ قاضی احسان احمد شجاع آبادی کی مسجد میں تشریف لائے فرما رہے تھے۔ اے شجاع آباد والو! تم لوگوں کو اللہ والوں کی حقیقت کا کیا معلوم؟ ان کی جوتیوں کے ذروں سے وہ موتی ملتے ہیں جو بادشاہوں کے تاجوں میں بھی نہیں ملتے ہم نے اللہ والوں کے جوتوں کی مٹی کے ذروں کو سرمہ بنایا تو ہمیں یہاں تک پہنچنا نصیب ہوا۔ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک بابت ماہ شوال ۱۳۹۸ھ صـ ۵۶-۵۷ اور دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے جلسہ دستار بندی کی تیسری نشست ۷-۸ اکتوبر ۱۹۶۷ء کی درمیانی شب کو علماء کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا احتشام الحق تھانوی نے کہا تھا۔ اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ علم دین حاصل کرنے کے بعد جب آپ اللہ والوں کی جوتیاں سیدھی کرینگے ان کی صحبت میں آپ کچھ دن گذارینگے تو ان شاء اللہ آپ کا شمار علماء ربانی اور علماء حق میں سے ہوگا۔ اگر آپ کو اپنے علم پر ناز رہا اور آپ نے اکابر کی جوتیاں سیدھی نہیں کیں تو اندیشہ ہے کہ آپ کا علم آپ کو گمراہ نہ کر دے علماء حق کا شیوہ صـ ۲۴۔

نکتہ ۲ جب تک کوئی شخص کسی ولی کامل کے پاس جا کر اس کی غلامی قبول نہیں کریگا تب تک اسکی باطنی آنکھیں اندھی رہتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کئی بڑے علامہ جن کا کوئی کامل رہبر نہ تھا راہ حق سے بھٹکے ہی نہیں بلکہ اپنے ساتھ کئی دوسرے افراد کو بھی گمراہی کے عمیق کنوئیں میں لیے ساتھ لے ڈوبے۔ جن کی چند مثالیں اس سے پہلی صفحہ ۲۳ پر ذکر کر چکا ہوں۔ مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ ثَمَّہٗ

نکتہ ۳ بزرگوں میں نیک گمان کرنا چاہیے جب تک کوئی مخالفت یا بدگمانی کرتا رہیگا اسکی باطنی نابینائی بڑھتی جائیگی ختم نہیں ہوگی۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ∴ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

نکتہ ۴ اپنے بال بچوں کو بھی بزرگوں کی صحبت میں لے جانا چاہیے

ـ ۱ ۔ گمرے

نکتہ ۵ - بزرگوں کی صحبت میں جانا ہی کافی نہیں ان کے بتائے ہوئے طریق کار پر عمل کرنا بھی بہت ضروری ہے اگرچہ ظاہر میں ان کا بتایا ہوا عمل مشکل ہی ہو اسلئے کہ دراصل کامیابی کا مدار ہی شیخ کے حکم کی تعمیل پر ہے۔ جب تک مرید سالک اپنی خواہش اور ذاتی ارادے کو ختم نہیں کریگا یا قول، فعل اور عمل میں پیر کے حکم کی خلاف ورزی کرے گا۔ تب تک کمال فلاح حاصل نہیں کرسکتا۔ سالک اپنی ہر رائے ترک کر کے ہی کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔

شعر۔ اُرِیْدُ وِصَالَهٗ وَیُرِیْدُ هِجْرِیْ :: فَاَتْرُكُ مَا اُرِیْدُ لِمَا یُرِیْدُ

ترجمہ۔ میں محبوب کی نزدیکی چاہتا ہوں مگر محبوب میری دوری کو پسند کرتا ہے اس لئے میں محبوب کی رائے کو فوقیت دیتے ہوئے اپنی رائے ترک کرتا ہوں۔ گو بظاہر شیخ کا حکم بے مصلحت رائیگان، اور بے سود ہی معلوم کیوں نہ ہو مگر حقیقت میں وہ سالک کے لیے تریاق عراق اور اکسیرِ اعظم کا اثر رکھتا ہے:

کسی حق پرست نے بزرگانِ دین کو ظاہری بیماریوں کے حکیموں کے ساتھ تشبیہ دے کر اس حقیقت کو اس طرح سمجھایا ہے کہ

این طبیبان بدن دانشورند :: بر مقامِ تو ز تو واقف ترانند
هم زنبض و هم ز رنگ و هم زدم :: بادِ بر نداز تو بعد گونہ سقم
پس طبیبانِ الٰہی در جہان :: چون نہ دانند از تو اسرار نہان
حال ہے دانند یک مو بہ مو :: چوں کہ ہستند از اسرارِ ھو

خلاصہ :۔ دنیا کے دانشمند طبیب تیری حالت تجھ سے بھی زیادہ جانتے ہیں۔ تیرا رنگ اور نبض دیکھ کر اور تجھے سانس لیتے ہوئے دیکھ کر سینکڑوں بیماریاں معلوم کر کے ان کا علاج کرتے ہیں تو کیا جہان میں بسنے والے طبیبانِ الٰہی یعنی اللہ والے تیرے چھپے ہوئے احوال نہیں جانتے؟ یقین کرلو کہ وہ بال بال تیری حقیقت کو جانتے ہیں، کیونکہ یہ اللہ رب العزۃ کے پوشیدہ رازوں سے بھرپور شخصیتیں ہیں۔

اولیاء اللہ کی خدمت میں سفر کر کے جانے کے متعلق حضرت خواجہ امام ابوالقاسم قشیری

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَمِنْ اَحْکَامِ الْمُرِیْدِ اِذَا لَمْ یَجِدْ مَنْ یَتَاَدَّبُ بِهٖ فِیْ مَوْضِعِهٖ اَنْ یُّهَاجِرَ اِلٰی مَنْ هُوَ مَنْصُوْبٌ فِیْ وَقْتِهٖ لِاِرْشَادِ الْمُرِیْدِیْنَ ثُمَّ یُقِیْمُ عَلَیْهِ وَلَا یَبْرَحُ عَنْ سُدَّتِهٖ اِلٰی وَقْتِ الْاِذْنِ۔

رسالہ قشیریہ صفحہ ۲۰۱

اور مریدوں کے احکام میں سے یہ بھی ہے کہ جہاں مرید رہتا ہے اگر اس جگہ کوئی ایسا شیخ نہ دیکھے جس سے آداب (اخلاص اور اعمال صالح) کی تربیت حاصل کرے تو اس کو ایسے شخص (بزرگ) کے پاس ہجرت کر کے جانا چاہیے جو اس زمانے میں مریدوں کی تربیت کے لیے مقرر ہو اور اسکے پاس جا کر قیام کرے اور اسکی چوکھٹ سے جدا نہ ہو جب تک اجازت نہ ملے۔

تقویٰ اور وسیلہ کی تشریح کرتے ہوئے حضرت علامہ مولانا احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ فَالتَّقْوٰی هٰهُنَا تَرْكُ الْمُخَالَفَاتِ وَابْتِغَاءُ الْوَسِیْلَةِ فِعْلُ الْمَأْمُوْرَاتِ وَیَصِحُّ اَنَّ الْمُرَادَ بِالتَّقْوٰی اِمْتِثَالُ الْمَأْمُوْرَاتِ الْوَاجِبَةِ وَتَرْكُ الْمَنْهِیَّاتِ الْمُحَرَّمَةِ وَابْتِغَاءُ الْوَسِیْلَةِ فِعْلُ الْمَأْمُوْرَاتِ وَمِنْ جُمْلَةِ ذٰلِكَ مَحَبَّةُ اَنْبِیَاءِ اللّٰهِ وَاَوْلِیَائِهٖ وَالصَّدَقَاتُ وَزِیَارَةُ اَحْبَابِ اللّٰهِ وَكَثْرَةُ الدُّعَاءِ وَصِلَةُ الرَّحِمِ وَكَثْرَةُ الذِّكْرِ وَغَیْرُ ذٰلِكَ فَالْمَعْنٰی كُلُّ مَا یُقَرِّبُكُمْ اِلَی اللّٰهِ فَالْزَمُوْهُ وَاتْرُكُوْا مَا یُبْعِدُكُمْ عَنْهُ

تفسیر صاوی علی جلالین صفحہ ۲۶۵ ج ۱

شریعت کے خلاف جو امور ہیں ان کا چھوڑنا تقویٰ ہے اور جن چیزوں کے کرنے کا شریعت نے حکم دیا ہے ان کی بجا آوری طلب وسیلہ ہے اور یہ بھی درست ہے کہ تقویٰ سے مامورات شرعیہ ضروریہ (جن کاموں کے کرنے کو شریعت نے ضروری قرار دیا ہو) کی بجا آوری اور منہیات محرمہ (جن چیزوں سے شریعت مطہرہ نے منع کیا) کا چھوڑنا مراد ہو اور ابتغاء وسیلہ سے مراد

مامورات (جن چیزوں کا شریعت نے حکم کیا ہے) کا بجا لانا ہو۔ اور اسی وسیلہ میں سے ہے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی محبت صدقات خیرات دینا مقربانِ الٰہی کی زیارت کرنا زیادہ دعائیں مانگنا صلہ رحمی کرنا زیادہ ذکر کرنا وغیرہ تو خلاصہ کلام یہ ہوگا کہ جو چیز تمہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کرے اسے لازم پکڑو اور جو مولا سے دور کرے اسے چھوڑ دو۔

لہٰذا جب انسان ان امور کی پابندی کریگا یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پوری طرح رعایت کریگا تو بندہ اور بندہ پرور کے درمیان اتنا قرب، تعلق اور نامعلوم کیفیت پیدا ہو جائیگی کہ وَ مَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَ بَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَ یَدَہُ الَّذِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَ اِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ وَ لَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّہٗ۔ (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الدعوات) اور ہمیشہ میرا بندہ نوافل (فرائض کے سوا ہر نیکی نوافل میں داخل ہے) کے ذریعے میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسکو محبوب بنا لیتا ہوں اور جب میں اسکو دوست رکھتا ہوں تو میں اس کا کان بنجاتا ہوں کہ اسی کے ساتھ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ بنجاتا ہوں جس کے ذریعے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کا ہاتھ بنجاتا ہوں جس کے ساتھ پکڑتا ہے اور اگر مجھ سے کوئی سوال کریگا تو میں ضرور اس کا سوال پورا کروں گا اور اگر مجھ سے پناہ طلب کریگا تو میں اس کو ضرور دوں گا۔

خلاصہ :- یہ کہ بندہ جب فرائض کی پوری طرح پابندی کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر امور واجبہ مسنونہ و مستحبہ مثلاً صدقات، وخیرات، مشائخ کی زیارت، صلہ رحمی، کثرۃ دعا کثرۃ ذکر محبتہ انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء عظام اور دیگر نیک کاموں کی پابندی کرے گا۔ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ

- تو جو حجابات طالب اور مطلوب (اللہ تعالیٰ) کے درمیان حائل ہیں وہ سب اٹھ جائیں

ﻋﻠﮯ - پہرے ﻋﻠﮯ واقع۔

گے اور سالک کو قربِ خداوندی شہودؔ مع اللہ حاصل ہو جائے گا جس کو صوفیاء کرام فنا فی اللہ کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس کے بعد سالک کو دنیاوی کسی بھی چیز کی طرف التفات نہیں رہتا غیر خدا کی محبت، خیال اور نفسانی وساوس سے دل پاک وصاف ہو جاتا ہے بس ایک ہی ذات بابرکات کا علم رہ جاتا ہے بلکہ بسا اوقات تو اپنی جان تک کا علم نہیں رہتا اسی مقام وحالت کو صوفیاء علیہ نقشبندیہ نگھداشت کہتے ہیں۔

فائدہ:۔ جاننا چاہیئے کہ فنا فی اللہ سے پہلے فنا فی الرسول اور اس سے پہلے فنا فی الشیخ کا مقام ہے۔ لہذا فنا فی اللہ موقوفؔ ہے اور فنا فی الرسول و فنا فی الشیخ اس کے موقوف علیہ ہیں۔ پہلے پیر کامل کی محبت اور فنائیت ہوتی ہے اس کے بعد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی فنائیت حاصل ہوتی ہے اور آخر میں فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہوتا ہے حضرت علامہ مولانا احمد صاوی رحمتہ اللہ علیہ نے وسیلہ کی تشریح کرتے ہوئے صراحۃً۔ فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام کی محبت زیارت وسیلہ میں داخل ہے۔ اسکے بعد یہاں تک فرمایا ہے کہ اِذَا عَلِمْتَ ذَالِکَ فَمِنَ الضَّلَالِ الْبَیِّنِ وَالْخُسْرَانِ الظَّاهِرِ تَكْفِيْرُ الْمُسْلِمِيْنَ بِزِيَارَةِ اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ زَاعِمِيْنَ اَنَّ زِيَارَتَهُمْ مِنْ عِبَادَةِ غَيْرِ اللّٰهِ كَلَّا بَلْ هِيَ مِنْ جُمْلَةِ الْمَحَبَّةِ فِي اللّٰهِ الَّتِيْ قَالَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ علیہ وسلم لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهٗ اَلْحَدِيْثَ وَ الْوَسِيْلَةِ لَهٗ الَّتِيْ قَالَ فِيْهَا وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ۔ تفسیر صاوی علی جلالین صفحہ ۲۶ ج ۱

(جب آپ نے یہ سمجھ لیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمۃ والغفران کی محبت زیارۃ وغیرہ وسیلہ میں داخل ہیں۔ تو یقین کر لو کہ جو لوگ اولیاء اللہ کی زیارت کو غیر اللہ کی عبادت گمان کر کے زیارت کرنے والوں پر کفر کے فتویٰ دیدیتے ہیں یہ ان کی صریح گمراہی اور کھلا خسارہ ہے۔ ہرگز ہرگز انکی زیارت غیر نہیں بلکہ ان کے

ؔ اللہ تعالیٰ کا حضور (یعنی) بیان۔

ؔ جس کے ہونے کا مدار کسی اور چیز پر ہو یعنی جس پر کسی چیز کے ہونے کا مدار ہو۔

ساتھ محبت خدا تعالیٰ ہی کے لیے ہوتی ہے۔ جس کے متعلق نبی کریم رؤف رحیم علیہ الف التحیتہ والتسلیم نے فرمایا ہے جسکو محبت نہیں اسکو ایمان بھی نہیں ہے۔ اور یہی وسیلہ ہے جس کے متعلق وَ ابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ میں وسیلہ پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔

کسی اہل دل نے خوب فرمایا ہے۔

شعر۔ خاک شو مردانِ حق را زیر پائے ؞ خاک بر فرقِ حسد کن ہمچو ما

بزرگوں کے قدموں کی مٹی بن جاوٴ اور ہماری طرح انکے دشمنوں پر مٹی برساوٴ۔

محبت اولیاء اللہ کا فائدہ: سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں ملا عبد الغفور سمرقندی حاجی بیگ فرکتی اور خواجہ محمد اشرف کابلی قدس اللہ اسرارہم نے بے حد محبت اور اشتیاق سے بھرپور ایک خط لکھا جس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا

ثَبَّتَکُمُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَلٰی هٰذِهِ الْمَحَبَّةِ این محبت را سرمایۂ سعادات دنیویہ و اخرویہ دانستہ از حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ ثبات و استقامت بر آن مسئلت باید نمود توفیق اتیان احکام شرعیہ نتیجۂ این محبت است و تحصیل جمعیت باطنی ثمرۂ این محبت۔ اگر تمام عالم را ظلمات و کدورات را در باطن بریزند و این محبت را برپا دارند غم نباید خورد بلکہ شادان باید بود و اگر کوہ کوہ انوار و احوال را در باطن افاضہ کنند و سرِ موئے از این محبت برون دارند جز خرابی ہیچ نباید دانست لہذا راجح باید شمرد و این سررشتہ را نیک محکم داشتہ متوجہ کار خود باشند و بامور لاطائل عمر گراں مایہ را تلف نہ سازند والسلام علیکم۔ مکتوبات امام ربانی مکتوب ۲۳۵ دفتر اول حصہ چہارم صـ ۳۶

اللہ تعالیٰ آپکو اس محبت پر ثابت قدم رکھے۔ اس محبت کو دنیا اور آخرت کی سعادت کا سرمایہ جان کر حق سبحانہ تعالیٰ سے اس پر ثابت اور قائم رہنے کی دعا مانگتے رہا کریں۔ شرعی احکام کے بجالانے کی توفیق اسی محبت کا نتیجہ ہے۔ اور باطنی جمعیت کا حاصل ہونا اسی دوستی کا ثمرہ ہے۔ اگر تمام جہاں جتنی تاریکیاں اور گدلا پن باطن میں موجود ہوں لیکن اس

محبت کو قائم رکھیں تو کچھ غم نہ کرنا چاہیے بلکہ امیدوار رہنا چاہیئے اور اگر تمام پہاڑوں کے برابر الوارد احوال کو باطن میں داخل کریں لیکن اس محبت کو بال کے برابر بھی دور کر دیں تو سوائے نقصان کے کچھ بھی نہ سمجھنا چاہیئے۔ اور اسکو استدراج شمار کرنا چاہیئے اس مقصود کو مضبوط پکڑ کر اپنے کام میں متوجہ رہیں اور قیمتی عمر کو بے فائدہ کاموں میں ضائع نہ کریں۔ والسلام۔

محبت انبیاءِ کرام و اولیاءِ عظام کے متعلق مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا عقیدہ بھی ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں: چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عین خدا کی محبت ہے بلکہ جمیع اہل اللہ کی محبت بھی عین خدا تعالیٰ کی محبت ہے۔ التکشف ص ۳۶

بلکہ حق تو یہ ہے کہ پیر کے ساتھ محبت رابطہ اور نسبت ہی باطنی ترقی میں سالک کے لیے ممدّ و معاون[۱] ہے۔

ملفوظات حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ السامی میں ہے: فرمودند رابطہ موصل تر برائے آن است کہ بزرگ نالہ فیض جاری است ہرگاہ باو رابطہ حاصل شود ضرور ازاں نالہ فیض بہرہ مندمی شود ملفوظات حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی

اللہ تعالیٰ تک پہنچانے میں سب سے زیادہ کارآمد طریقہ رابطہ پیر ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیر کامل پر ہمیشہ فیض کا نالہ جاری رہتا ہے تو جو شخص اس کے ساتھ رابطہ قائم کرے گا تو ضرور اس فیض کے نالہ سے بہرہ مند ہو گا۔ حضرت قبلہ غریب نواز خواجہ محمد عبدالغفار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

پیر ہے راضی تا راضی ہے خدا ∴ پیر ہے میزاب فیض کبریا
بن توں سگ دربان آخر موت ہے ∴ پکڑ دامن پیر دا محکم بھرا

حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان صاحب نے اسی اوّل الذکر آیہ کریمہ کے ماتحت وسیلہ کی تفسیر

۱؎ مددگار

وتشریح بڑے تفصیل کے ساتھ ذکر کی ہے جس میں سے چند مختصر عبارتیں یہاں نقل کی جاتی ہیں۔
وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَۃَ یہ دوسرا حکم ہے جو ایمان و تقویٰ کے بعد ہے اِبْتَغُوْا بنا ہے اِبْتِغَاءٌ سے جس کا مادہ بَغْیٌ ہے ابتغاء کے معنیٰ ہیں تلاش کرنا ڈھونڈھنا ہر چیز کی تلاش کے لیے دروازے الگ ہیں۔ ہر سودے کی جستجو کے لیے بازار دوکانیں جداگانہ ہیں اس چیز کی تلاش میں ان دروازوں ان دوکانوں بازاروں میں جانا پڑتا ہے خدا تعالےٰ کو ڈھونڈھو حضور کے دروازے پر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈھو حضرات اولیاء اللہ کے دروازوں پر حضرات اولیاء اللہ کے آستانے تلاش کرو استاذ کے ذریعہ سے۔ تفسیر نعیمی ص ۳۹۷ ج ششم۔ خیال رہے کہ وسیلہ کے لغت میں بہت معانی ہیں قرب۔ محبت۔ حاجت۔ جنت کا خاص مقام۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

اِنَّ الرِّجَالَ لَھُمْ اِلَیْکِ وَسِیْلَۃٌ ٭ اَنْ یَّاْخُذُوْکِ تَکَحَّلِیْ وَتَخَضَّبِیْ

" تفسیر روح المعانی وخازن" اصطلاح میں کسی چیز کے ذریعہ کو وسیلہ کہا جاتا ہے یہاں وسیلہ کے تمام معنیٰ بن سکتے ہیں مگر آخری معنیٰ یعنی ذریعہ قوی ہے۔ وسیلہ عام ہے حضرات اولیاء انبیاء نیک اعمال، ان حضرات کے تبرکات سب ہی اس میں شامل ہیں۔ مگر ظاہر یہ ہے کہ یہاں اعمال کے علاوہ دوسرے وسیلے مراد ہیں کیونکہ اعمال تو اتَّقُوا اللّٰہَ میں آگئے تقویٰ کے بعد وسیلہ کی تلاش کا حکم دیکر بتایا گیا کہ کوئی متقی تقویٰ کے کسی درجہ پر پہنچ کر خدا رسی کے لیے وسیلہ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ تفسیر نعیمی ص ۳۹۸ ج ششم

وسیلہ! از آدم علیہ السلام تا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر دین ہر امت کا یہ عقیدہ رہا اور حضرات صحابہ کرام سے آج تک تمام مسلمانوں کا بھی عقیدہ رہا اور ہے کہ رب تعالیٰ تک رسائی کے لیے حضرات انبیاء اولیاء بلکہ ان کے تبرکات بھی وسیلہ ہیں سب کا اس امر پر اتفاق رہا۔ تفسیر نعیمی ص ۳۹۹ ج ششم

ﮯ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

سارے نیک اعمال تو اتقوا اللّٰہ میں داخل ہیں پھر وسیلہ کیا چیز ہے وہ وسیلہ مقبولین ہی تو ہے اس لیے بزرگان دین کی بیعت عہد صحابہ سے آج تک کی جاتی ہے۔ نیک اعمال صفائی قلب کے لیے پانی و صابن کی طرح ہیں پانی صابن میلے کپڑے کو جب ہی صاف کر سکتے ہیں جب اور کسی کا ہاتھ لگے۔ بغیر دھونے والے کے ہاتھ کے پانی صابن بیکار ہے بزرگوں کی نگاہ دھونے والا ہاتھ ہے۔

خیال رہے کہ کبھی بغیر صابن و پانی کے صرف ہاتھ پھیر جانے سے گرد و غبار دور ہو جاتا ہے۔ مگر صرف صابن و پانی سے بغیر ہاتھ لگے کبھی صفائی نہیں ہوتی اسی طرح بارہا ایسا ہوا کہ صرف نگاہ مقبول سے بغیر اعمال بخشش ہو گئی جیسے فرعونی جادوگر یا حضور کے والدین اور وہ حضرات صحابہ جو بغیر کسی عمل کے وفات پا گئے۔ مگر اسکی مثال کہیں نہیں ملیگی کہ صرف نیک اعمال سے بغیر توسل مقبولین نجات ہو گئی ابلیس کے پاس اعمال تھے توسل نہ تھا مارا گیا۔ تفسیر نعیمی ص ۴۰۱ ج ششم

جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی۔ اپنی تفسیر معارف القرآن میں اسی اول الذکر آیہ[1] کریمہ کے ماتحت لفظ وسیلہ کی تشریح کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں۔

جب یہ معلوم ہو گیا کہ ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب کا ذریعہ بنے وہ انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کا وسیلہ ہے۔ اس میں جس طرح ایمان اور عمل صالح داخل ہیں اسی طرح انبیاء و صالحین کی صحبت و محبت بھی داخل ہے کہ وہ بھی رضائے الٰہی کے اسباب میں سے ہے اور اسی لیے انکو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا درست ہوا جیسا کہ حضرت عمر رضی نے قحط کے زمانے میں حضرت عباس رضی کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور ایک روایت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک نابینا صحابی کو اس طرح دعا مانگنے کی تلقین فرمائی، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ

---

[1] یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَةَ

نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ (منار)

تفسیر معارف القرآن ص۱۲۸ ج-۳

اَلْاٰیَۃُ الثَّانِیَۃُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ پ۱۱ س توبہ ع

آیۃ دوم اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور رہو ساتھ سچوں کے

اس آیۂ کریمہ کے ماتحت علامۃ الدہر فرید العصر حضرت امام فخر الدین رازی علیہ رحمتہ اللہ البارئ فرماتے ہیں

وَفِی الْاٰیَۃِ مَسَائِلُ الْمَسْئَلَۃُ الْاُوْلٰی" اَنَّہٗ تَعَالٰی اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْکَوْنِ مَعَ الصّٰدِقِیْنَ فَلَا بُدَّ مِنْ وُجُوْدِ الصّٰدِقِیْنَ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ

تفسیر کبیر ص۵۱۳ ج-۴

بلاشک اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو صادقین (سچوں) کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے تو ضروری ہے ہر وقت میں صادقین کا موجود ہونا امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ صادقین کی معیت[۱] و مرافقت[۲] مامور بہ[۳] ہے اور ان سے مفارقت (جدائی) منھی عنہ[۴] ہے اور صحبت صالحین مشروط ہے (جس کی شرط لگائی گئی ہو) ہے اور وجود[۵] صالحین اسکی شرط ہے معیت صالحین ملزوم ہے وجود صالحین لازم ہے اور بمقتضائے ھُمُ الصّٰلِحُوْنَ.

اَلْمُتَّقُوْنَ فَبَقَاءُ الْقُرْاٰنِ دَلِیْلٌ عَلٰی بَقَاءِ جَمَاعَۃٍ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِدَلِیْلِ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ وَاٰیَۃِ اللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ!

تفسیر صاوی ص۴۲ ج-۲

---

۱ ساتھ ہونا ۲ رفیق ہونا ۳ جس کا حکم دیا گیا ہو ۴ جس سے روکا گیا ہو ۵ پایا جانا

بیشک تفصیل وار بیان کر دیں ہم نے آیتیں واسطے اس قوم کے جو نصیحت پکڑے۔ جو نصیحت پکڑے اس سے مراد بزرگانِ دین۔ پرہیزگار لوگ ہیں قرآن شریف کا موجود اور باقی رہنا دلیل ہے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والے نیک لوگوں کے موجود ہونے پر اسکے لیئے یہ آیت بھی ہے دلیل اور آیۃ اللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ۔ بھی۔

اسکے بعد لکھتے ہیں کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ عَدِمَتِ الصَّالِحُوْنَ (بزرگ ہو گذرے ہیں اب کوئی نہیں) یا اِنَّا لَمْ نَرَ اَحَدًا مِنْهُمْ (ہمیں تو کوئی ولی نظر نہیں آتا) اس قسم کی باتوں پر کوئی بھروسہ نہ کریں حقیقت یہ ہے کہ جس طرح حضرت ابن عطاء رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ عَرَائِسُ مُخَدَّرَةٌ لَا يَرَىٰ الْعَرَائِسَ الْمُجْرِمُوْنَ تفسیر صاوی ص۴۳ (اولیاء اللہ پردہ نشین دلہن کی مانند ہیں جن کو کوئی غیر نہیں دیکھ پاتا اسی طرح اولیاء اللہ کے مخالف بھی غیر ہیں) اور یہ نالائق دوسروں کو بھی اپنے جیسا سمجھتے ہیں عربی میں مقولہ ہے اَلْمَرْءُ يَقِيْسُ عَلٰى نَفْسِهٖ (آدمی دوسروں کو بھی اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں) مولانا رومی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

شعر۔ اشقیاء را دیدہ بینا نہ بود ؛ نیک و بد در دیدہ شان یکسان نمود

ہمسری با انبیاء بر داشتند ؛ اولیاء را ہمچوں خود پنداشتند

گفت اینکہ ما بشر ایشان بشر ؛ ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور

ترجمہ:۔ بدبخت لوگ حق بینی[1] کی آنکھ سے محروم تھے نیک اور بد انکی نظر میں یکساں نظر آئے۔ اپنے غلط قیاس سے کبھی انھوں نے انبیاء کرام کے ساتھ برابری کا دعویٰ کیا۔ اور کبھی اولیاء اللہ کو اپنا جیسا سمجھ لیا۔ اگر کسی نے انکی بے ادبی پر اعتراض کیا تو یہ کہا کہ ارے ہم بھی انسان یہ بھی انسان کھانے پینے میں ایک جیسے ہیں تو ہم میں اور ان میں فرق کیا ہے۔

ملہ حق دیکھنے ملہ برابر

اولیاء اللہ قرونِ اولیٰ سے یکر متواتر اُمّتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الف التحیۃ والثناء رہبری اور رہنمائی کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

حضور اکرم شفیع محتشم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے: اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذَا الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِاءَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا رواہ ابو داؤد (مشکوٰۃ المصابیح باب العلم)،
(تحقیق اللہ تعالیٰ اس امت کے نفع کے لیے ہر سو سال کے سر پر ایسے شخص کو بھیجتا ہے جو ان کے لیے ان کا دین نیا کرتا رہے گا)

مجدد کا صدی کی ابتداءیں ہونا ضروری نہیں ہے اور علیٰ رأس کل ماءۃ سنۃ" کے الفاظ سے ہرگز یہ نہ سمجھا جائے کہ ہر صدی کی ابتداءیں مجدد ماۃ (صدی کا مجدد) ہوتا ہے اور درمیان صدی یا آخر والے دوسرے بزرگ ولی تو ہوتے ہیں مگر مجدد نہیں ہوتے۔ شیخ المشائخ علامہ مولانا ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نے اس وہم کا ازالہ ان الفاظ سے کیا ہے اَیْ اِنْتِھَائِہٖ اَوِ ابْتِدَائِہٖ اِذَا قَلَّ الْعِلْمُ وَالسُّنَّۃُ وَکَثُرَ الْجَھْلُ وَالْبِدْعَۃُ۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص۲۴۷ ج-۱

یعنی صدی کی ابتدا ہو یا انتہا[1] جب کبھی بھی علم اور سنت نبویہ کی قلت[2] اور جہل و بدعت کی کثرت[3] ہو۔ تو مجدد صدی ان بدعات و رسومات کو ختم کر کے ان کی جگہ نیکی، پرہیز گاری، تقویٰ کو عام کرنے کی سعی[1] بلیغ کرتا ہے۔۔ اور دین و سنت سے بیگانگی بے دینی اور گمراہی کا اضافہ[2] نقلاً و عرفاً[3] ثابت ہے۔

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے لَا یَاتِیْ عَلٰی اُمَّتِیْ زَمَانٌ اِلَّا الَّذِیْ بَعْدَہٗ شَرٌّ مِّنْہُ (مرقاۃ)
(میری امت پر جو بھی زمانہ آئے گا اس کا پچھلا زمانہ پہلے کی بہ نسبت خراب ہوگا۔ اسی طرح

---

[1] پے درپے [2] کمی [3] زیادتی۔ [1] بڑی کوشش [2] زیادتی [3] جھوڑی ہوئی۔

ایک اور روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ مَا مِنْ عَامٍ اِلَّا وَیُحْدِثُ النَّاسُ بِدْعَةً وَّیُمِیْتُوْنَ سُنَّةً حَتّٰی تَمَاتَ السُّنَنُ وَتَحْیٰی الْبِدَعُ ”طبرانی“

(کوئی بھی ایسا سال نہیں ہوگا جس میں بدعتیں نہ بڑھیں اور سنۃ کو نہ ختم کیا جاتا ہو یہاں تک کہ کئی سنتیں ختم کی جائینگی اور کئی بدعتیں ایجاد کی جائینگی۔

غرضیکہ آئے دن جو بدعتیں رسمیں پیدا ہوتی ہیں ان کا ازالہ ولی کامل ہی کرتا ہے۔ متروکہ سنت نبویہ کو عام بھی ولی کامل ہی کرتا ہے۔

عالم الفروع والاصول ماہر المعقول والمنقول حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے جب شاہی مدرسہ کی تعلیم سے استعفا دیدیا ملک و وطن کو خیرباد کہہ کر عراق و حجاز کا سفر اختیار کیا دس برس مسلسل خلوت اور بزرگوں کی صحبت و معیت میں بسر کرنے کے بعد جب واپس وطن مالوفہ آئے تو اپنے دس سالہ تجربہ اور انکشافات کو ان الفاظ سے ذکر کیا ہے کہ وَدُمْتُ عَلٰی ذٰلِكَ مِقْدَارَ عَشْرِ سِنِیْنَ وَانْكَشَفَتْ لِیْ فِیْ اَثْنَاءِ هٰذِهِ الْخَلَوَاتِ اُمُوْرٌ لَا یُمْكِنُ اِحْصَاؤُهَا وَاسْتِقْصَاؤُهَا وَالْمِقْدَارُ الَّذِیْ اَذْكُرُهٗ لِیَنْتَفِعَ بِهٖ اَنِّیْ عَلِمْتُ یَقِیْنًا اَنَّ الصُّوْفِیَّةَ هُمُ السَّالِكُوْنَ لِطَرِیْقِ اللّٰهِ تَعَالٰی خَاصَّةً وَاَنَّ سِیْرَتَهُمْ اَحْسَنُ السِّیَرِ وَطَرِیْقَتَهُمْ اَصْوَبُ الطُّرُقِ وَاَخْلَاقَهُمْ اَزْكَى الْاَخْلَاقِ بَلْ لَوْ جُمِعَ عَقْلُ الْعُقَلَاءِ وَحِكْمَةُ الْحُكَمَاءِ وَعِلْمُ الْوَاقِفِیْنَ عَلٰی اَسْرَارِ الشَّرْعِ مِنَ الْعُلَمَاءِ لِیُغَیِّرُوْا شَیْئًا مِّنْ سِیَرِهِمْ وَاَخْلَاقِهِمْ وَیُبَدِّلُوْهُ بِمَا هُوَ خَیْرٌ مِّنْهُ لَمْ یَجِدُوْا اِلَیْهِ سَبِیْلًا فَاِنَّ جَمِیْعَ حَرَكَاتِهِمْ وَسَكَنَاتِهِمْ فِیْ ظَاهِرِهِمْ وَبَاطِنِهِمْ مُقْتَبَسَةٌ مِّنْ نُّوْرِ مِشْكَاةِ النُّبُوَّةِ وَلَیْسَ وَرَاءَ نُوْرِ النُّبُوَّةِ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ نُوْرٌ یُسْتَضَاءُ بِهٖ وَبِالْجُمْلَةِ

فَمَاذَا يَقُوْلُ الْقَائِلُوْنَ فِيْ طَرِيْقَةٍ اَوَّلُهَا وَهِيَ اَوَّلُ شَرَائِطِهَا تَطْهِيْرُ الْقَلْبِ بِالْكُلِّيَّةِ عَمَّا سِوَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَمِفْتَاحُهَا الْجَارِيْ مِنْهَا مَجْرَى التَّحْرِيْمِ مِنَ الصَّلٰوةِ اِسْتِغْرَاقُ الْقَلْبِ بِالْكُلِّيَّةِ بِذِكْرِ اللّٰهِ وَاٰخِرُهَا الْفَنَاءُ بِالْكُلِّيَّةِ فِي اللّٰهِ تَعَالٰى

المنقذ من الضلال ص ۳۸ و ۳۹ مطبوعہ مصر۔

(اسی حالت میں قریب دس برس کے گذر گئے ان خلوتوں اور عزلتوں میں بہت سے امور و اسرار مجھ پر منکشف ہوئے جن کا احاطہ اور شمار تو ناممکن ہے یہاں صرف اسی قدر بیان کرنا کافی سمجھتا ہوں جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے اس عرصے میں مجھے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلنے والے صوفیاء کرام ہی ہیں اور انہیں کی سیرت و عادت سب سے افضل ہے انہیں کا طریقہ اور راستہ سب راستوں سے سیدھا ہے انہیں کے اخلاق سب سے زیادہ پاکیزہ ہیں۔ بلکہ اگر سارے عقل والوں کی عقلیں اور سب حکمت والوں کی حکمتیں اور جمیع علماء شریعت اور واقفانِ علومِ دینیہ کے علوم جمع کئے جائیں تو بھی صوفیاء کرام کے اخلاق و اطوار اور سیرت و طبیعت کی ذرہ بھر بھی برابری نہیں کر سکتے اور نہ ہی ان کو پلٹ کر انکی جگہ کوئی اچھی سیرت لا سکتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ صوفیاء کرام کے جمیع حرکات و سکنات ظاہری خواہ باطنی طور پر شمعِ نبوت کے نور سے ماخوذ ہیں اور روئے زمین پر کوئی بھی ایسی روشنی نہیں ہے جو نورِ نبوت کا مقابلہ کر سکے۔ حاصل کلام یہ کہ جو طریق ایسا مقدس ہو کہ اس کی پہلی شرط ماسوی اللہ سے دل کا پاک ہونا و مطہر کرنا ہو اس کا پہلا ہی مرحلہ تکبیر تحریمہ کی طرح ذکر الٰہی میں مستغرق ہونا ہو اس کا آخری درجہ مکمل طور پر فنا فی اللہ ہونا ہو ایسے بابرکت طریق کی حقانیت پر کون نکتہ چینی کر سکتا ہے۔

ا بے درپے ۲ تنہائی ۳ محجوب ا۔ گوشہ نشینی ع۲ پوری طرح جاننا۔ ع۱ ہلنا ع۲ ٹھہرنا ع۳ حاصل کئے ہوئے ع۴۔ بخرشنا ۵ گھرا ہوا۔ ع۶ حق ہونے

میں لاکھ مشاہدہ اور بارہا تجربہ کے بعد یہ حقیقت حال آپ کو آپ کے فائدے کے لیے بتاتا ہوں کہ دورِ حاضر میں بھی میرے پیر و مرشد ولی کامل اکمل صاحبِ فیض و کرامت حضرت خواجۂ خواجگان قبلہ الحاج اللہ بخش قریشی صاحب نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ نے سینکڑوں شادی بیاہ و دیگر برسوں سے جاری شدہ طرح طرح کی بدعتوں رسموں کو ختم کرنے کی کامیاب ترین کوشش کی ہے۔ ساتھ ساتھ سنت نبویہ کی اشاعت اور عمومیت کے لیے بھی ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ داڑھی، مسواک اور دستار و تہجد کو عام کیا ہے آپ کی صحبت بابرکت سے لاکھوں بے نمازی نہ فقط پابندِ صوم وصلواۃ بنے بلکہ اب وہ تہجی بھی قضا نہیں کرتے۔ حقہ، بیڑی، سگریٹ، چرس پینے والے، شراب پانی کی طرح پینے والے آپ کی صحبت بابرکت میں آنے کے بعد تہ دل سے توبہ تائب ہو گئے۔ جو لوگ فلم وسینما کے شو دیکھنے میں راتیں گذارتے تھے آج وہ مسجدوں میں عبادتِ الٰہی کرنے راتیں گذارتے ہیں۔ جو لوگ پہلے قاتل، ڈاکو رہزن قسم کے تھے آج وہ ان برائیوں سے توبہ تائب ہی نہیں بلکہ کئی اوروں کو بھی صراطِ مستقیم پر چلنے کی ہدایت کرتے رہتے ہیں عام بازاروں میں گھومنے والی عورتیں فلم وسینما دیکھنے والی عورتیں آج باپردہ چہار دیواری کے اندر تقویٰ، خوفِ خدا، نیکی اور عبادت میں زندگی بسر کرتی ہیں۔

فائدہ:۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ ولی کامل صاحبِ شریعت شیخ طریقت اگر طریقت کے امور میں اپنے وقت کے اعتبار سے مریدوں کے مناسب حال ان کے فائدے کے لیئے کوئی نئی بات رائج کرے جو ان سے پہلے کسی زمانہ میں رائج نہ رہی ہو مگر اس میں ذرہ بھر میں امور شرعیہ کی مخالفت لازم نہیں آتی تو یہ بدعت نہیں ناجائز نہیں۔ کیونکہ ہر چیز میں اصل اباحہ یعنی جائز ہونا ہے کسی بھی چیز کو تب تک ناجائز نہیں کہا جا سکتا جب تک اس کے ناجائز ہونے کے لیئے دلیل موجود نہ ہو۔ اور اس ایجاد کو بدعت بھی نہیں کہا جائے گا کیونکہ بدعت اسکو کہتے ہیں جو چیز امورِ شرعیہ میں زیادتی کا باعث بنے جیسا کہ امیرالمومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جماعت تراویح کے بارے میں فرمایا۔ نعمتِ

اَلْبِدْعَةُ هٰذِہٖ (جماعت تراویح بہترین بدعت ہے) لہٰذا طریقت کے لحاظ سے جو بزرگوں کی نئی ایجاد ہو نہ وہ ناجائز ہے نہ بدعۃ؛ بلکہ جائز مستحسن[1] اور باعث اجر و ثواب نیک کام ہے۔

عمدۃ المحققین والمفسرین عارف باللہ حضرت شیخ محی الدین رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ایک دفعہ میری ملاقات حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ ہوئی میں نے ان سے چند ایک سوالات کئے انھوں نے جواب دیدیے پھر فرمایا کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اَلْمُرَادُ بِاُولِی الْاَمْرِ الْاَقْطَابُ وَالْخُلَفَاءُ وَالْوُلَاةُ لٰکِنَّ فِیْمَا لَا یُخَالِفُ شَرْعًا مَّاْمُوْرًا بِہٖ وَذَالِکَ ھُوَ الْمُبَاحُ الَّذِیْ لَا اَجْرَ فِیْہِ وَلَا وِزْرَ فَاِنَّ الْوَاجِبَ وَالْحَرَامَ وَالْمَکْرُوْہَ مِنْ طَاعَةِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَمَا بَقِیَ لِاُوْلِی الْاَمْرِ اَلْمُبَاحُ فَاِذَا اَمَرَکَ الْاِمَامُ الَّذِیْ بَایَعْتَہٗ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ بِمُبَاحٍ مِّنَ الْمُبَاحَاتِ وَجَبَ عَلَیْکَ طَاعَتُہٗ فِیْ ذَالِکَ وَحَرُمَتْ عَلَیْکَ مُخَالَفَتُہٗ وَصَارَ حُکْمُ تِلْکَ الْاِبَاحَةِ الْوُجُوْبَ فَیَحْصُلُ لِمَنْ عَمِلَ بِذٰلِکَ اَجْرُ الْوَاجِبِ لِارْتِفَاعِ حُکْمِ الْاِبَاحَةِ مِنْہُ بِاَمْرِ ھٰذَا الْاِمَامِ الَّذِیْ بَایَعْتَہٗ۔

الیواقیت والجواہر صفحہ ۸۰ ج ۲

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ پ ۵ النساء ع ۸ ترجمہ۔ اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو اختیار والے ہیں تم میں ہیں اولی الامر سے مراد وقت کے قطب خلیفے اور بادشاہ ہیں ان کا جو بھی حکم شریعت کے خلاف نہ ہو اس میں ان کی تابعداری کرنا ضروری ہے اس سے مراد مباح فعل ہی ہو سکتا ہے جس کے کرنے یا نہ کرنے پر کوئی ثواب یا گناہ مرتب نہ ہو۔ کیونکہ حرام اور مکروہ سے رکنا فرائض اور واجبات پر عمل کرنا تو طاعت

---

[1] پسندیدہ

اللہ اور طاعت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہے باقی اُولی الامر کے لیے مباح ہی رہ گیا ہے سو جس پیشوا کی برضا و خوشی تو نے بیعت کی ہے اگر وہ تجھے کسی مباح فعل کا حکم کرے تو تو اسے اپنے اوپر واجب اور لازم سمجھ اور اسکی مخالفت تیرے لیے حرام ہے کیونکہ اب یہ مباح نہیں رہا اب یہ تیرے لیے واجب کا حکم رکھتا ہے۔ اب اس مباح پر عمل کرنے سے تجھے واجب کا ثواب ملے گا۔ کیونکہ پیشوا کے حکم ہونے کے بعد اب اس مباح سے اباحہ کا حکم اٹھ گیا ہے۔

علی سبیل التسلیم اگر ہم بزعم خصم[۱] اس نئی ایجاد کو بدعۃ مانیں بھی تو اس سے کوئی قباحت[۲] لازم نہیں آتی ٹھیک ہے ہم مانتے ہیں کہ یہ بدعۃ ہے مگر بدعۃ کے اس قسم میں داخل ہے جسکے متعلق مسلم شریف میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم علیہ الف التحیۃ و التسلیم نے ارشاد فرمایا ہے مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْءٌ (جو شخص کہ اسلام کے اندر کوئی بہتر طریقہ لے آئے تو اس کے لیے ہے ثواب اس "طریق" کا اور ثواب ان کا جنھوں نے اسکے بعد اس طریق پر عمل کیا بغیر کم ہونے ثواب ان کے)

بدعۃ سیئہ! یاد رکھئے ہر نئی ایجاد[۳] مستحق مباح اور بدعۃ حسنہ نہیں ہے بلکہ بدعۃ کی ایک قسم بدعۃ سیئہ بھی ہے یعنی: امور شرعیہ میں ایسی نئی بات کا اضافہ[۴] کرنا جو احکام شرع میں خلل کا باعث ہے یا سراسر شریعت مطہرہ کے خلاف ہو اس کا موجد تو خود بھی گنہگار ہوگا اور تا قیامت جتنے لوگ بھی اسکے مخترعہ طریق پر عمل کریں گے سارے گنہگار ہوں گے اور ان کے برابر جتنا گناہ اس شخص کے نامۂ اعمال میں بھی لکھا جائے گا جس نے وہ طریقہ ایجاد کیا ہوگا۔ اس سے قبل بدعۃ حسنہ کے متعلق جو

---

[۱] مخالف [۲] خرابی [۳] نئی ایجاد [۴] زیادتی

حدیث پیش کی گئی اس کے آخر میں یہ بھی ہے کہ وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً سَیِّئَۃً کَانَ عَلَیْہِ وِزْرُہَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِہَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِہِمْ شَیْءٌ رواہ مسلم "مشکوٰۃ شریف باب العلم"

(جس نے رواج دیا اسلام میں طریقۂ بد کو اس شخص پر اس کا گناہ ہوگا اور ان کا گناہ بھی جو اس راہ پر چلیں گے بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی ہو)

خلاصہ ـــ کلام یہ کہ مستحسن[۴]، مباح[۵] مندوب[۶] اور مسنون - - - - - فقط وہ ایجاد ہوسکتی ہے جس سے امور دینیہ میں فائدہ حاصل ہو جیسا کہ حضرات چشتیہ اہل بہشت کے یہاں ساز کے ساتھ قوالی کا رواج ہے جس کے ذریعہ ان کو سکون قلبی حاصل ہوتا ہے یک جہتی[۷] پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح طریقۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ غفاریہ بخشیہ میں حلقہ مراقبہ کا مروّجہ طریقہ یہ ہے کہ یکسو ہوکر ماسوی اللہ کے خیالات کو دل سے دور کرکے آنکھیں بند کرکے گردن جھکا کر چہرہ پر کپڑا ڈال کر دنیا کی ہر ایک چیز کی نفی[۸] کرکے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ نہ میرا وجود ہے نہ زمین ہے نہ آسمان ہے فقط ایک، اللہ تعالیٰ کی ذات مبارک موجود ہے اور میرا دل ذکر کر رہا ہے اللہ اللہ اللہ اور مراقبہ کرنے والے نعت اور تلاوت قرآن مجید کے ساتھ ساتھ موٹے دانے والی تسبیح بھی بجاتا رہتا ہے اور تسبیح کے منکے کی آواز کو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ میرے دل کی آواز ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی آواز سنائی دیتی ہے اور کئی سال کے تجربہ سے بھی ثابت ہے کہ تسبیح سے یکسوئی پیدا ہوتی ہے اگر تسبیح شامل نہیں ہوتی تو خیالات منتشر و پراگندہ رہتے ہیں ہمہ تن ذکر کی طرف توجہ نہیں رہتی۔

حضرت عیسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب حواریین نے کہا ھَلْ یَسْتَطِیْعُ

---

[۱] زیادتی [۲] بنانیوالا [۳] نور [۴] مستحسن نکار [۵] پسندیدہ [۶] مستحب [۷] ایک طرف خیال کا ہونا [۸] دور کرنا۔

رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ پ س مائدہ ع ۱۵ کیا تیرے رب سے ہو سکتا ہے کہ ہم پر بھرا ہوا خوان آسمان سے اتارے اور اس پر اصرار کرتے رہے تو حضرت عیسٰی علیہ السلام نے غسل و وضو کر کے مسوح لباس پہن کر دوگانہ ادا کرنے کے بعد گردن جھکا کر آنکھیں بند کر کے متوجہ الی اللہ ہو کر التجا کی اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ.

اے اللہ رب ہمارے اتار ہم پر خوان بھرا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہمارے پہلوں اور
تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ پ س مائدہ ع ۱۵
پچھلوں کو اور نشانی تیری طرف سے اور آپ کی یہ دعا مستجاب ہوئی اور آسمان سے مائدہ (خوانچہ) نازل ہوا۔ تفسیر صادی علی جلالین ص ۱۹۶ ج ا

الغرض یہ امور بدعت نہیں ہیں بلکہ جس طرح مجتہدین فی الشرع یعنی فقہاء کرام نے جو امور شرع مطہرہ میں نافع و مفید سمجھے اور قرآن و حدیث کے خلاف بھی نہ تھے بیان فرمائے ہیں اور ان کے پیروکاروں پر انکے طریقے پر عمل کرنا لازم و واجب قرار پایا اور ان بزرگوں مثلاً ابو حنیفہ امام شافعی امام احمد بن حنبل امام مالک و دیگر ائمہ کو کسی بھی حق پرست نے بدعتی اور ان کے اس اجتہاد کو بدعت ناجائز قرار نہیں دیا بلکہ خود بھی انکی تقلید کی اسی طرح مجتہدین فی الطریقت یعنی اولیاء اللہ کو بھی طریقت کے امور میں جو چیز پسند آئی اختیار کی تو اس میں بھی کوئی بدعت یا قباحت نہیں ہے

بہر حال اگر یہ امور بدعت مان بھی لی جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ حضرت امام محی الدین نووی رحمۃ اللہ نے تہذیب الاسماء واللغات میں بدعۃ کی تقسیم یوں بیان فرمائی ہے۔

---

۱ جس طرح امام ابو حنیفہ امام شافعی وغیرہما

۲ سخت اور کھردری پگڑی

(۱) بدعۃ واجب (۲) بدعۃ مندوب (۳) بدعۃ مباح (۴) بدعۃ حرام اس سے معلوم ہوا کہ بسا اوقات بدعۃ مباح مندوب تو کیا سنۃ مؤکدہ اور واجب کے درجہ کو بھی پہنچ جاتی ہے جیسا کہ اس سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ تراویح کی جماعت اہل سنۃ والجماعت کے نزدیک سنۃ مؤکدہ ہے جب کہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ غفاریہ مجددیہ میں مراقبہ کی اس ہیئت کذائیہ[۱] کو نہ فرض کہتے ہیں نہ واجب سنت اسی طرح موٹے دانوں والی تسبیح کے بجانے کو بھی فرض واجب وغیرہ نہیں کہتے، بلکہ محض ذکر الہٰی میں ممد[۲] ہونے کی وجہ سے مباح و مستحب سمجھ کر یہ فعل اختیار کرتے ہیں۔ جس طرح حجاج بن یوسف نے قرآن شریف کے پڑھنے سمجھنے میں آسانی پیدا کرنے کے لیے نصر بن عاصم لیثی اور یحییٰ بن یعمر سے قرآن شریف میں اعراب لگوائے (تفسیر قرطبی بحوالہ معارف القرآن) اسی طرح سہولت کے پیش نظر نصف، ثلث، ربع مقرر کئے گئے۔

غرضیکہ اگر حجاج بن یوسف نصر بن عاصم یحییٰ بن یعمر یہ بدعۃ اختیار نہ کرتے اسی طرح حضرت ابو الاسود دُئلی سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلقین سے قرآن شریف میں نقطے نہ لکھتے۔ تو بتائیے بے علم یا کم علم قسم کے لوگ قرآن شریف صحیح طور پر پڑھ سکتے؟ میرے خیال میں بے علم تو بجائے خود مجمی اہل علم کے لئے بھی قرآن شریف کی تلاوت بہت مشکل کام ہو جاتا اور یقیناً ان بدعات کے اختیار نہ کرنے سے کئی لاکھ بلکہ کروڑوں افراد قرآن شریف کی تلاوت سے محروم رہ جاتے۔

اسی طرح دور حاضر کے مطابع (چھاپہ خانے،) و دیگر وسائل نشر و اشاعت بھی قرآن مجید، احادیث مبارکہ، فقہ، اور عقائد کی عمومیت و افشاء[۲] کے بڑے ذرائع ہیں حالانکہ قرون[۳] اولیٰ میں ان کا وجود قطعاً نہیں تھا۔

---

[۱] موجودہ صورت

[۱] مددگار [۲] ظاہر کرنے [۳] پہلی صدیوں

غرضیکہ کوئی بھی ایجاد جس سے معرفتِ حق، ذکرِ الٰہی وصول الی اللہ[1] میں مدد و معاونت حاصل ہو۔ احادیثِ مبارکہ اور اقوال بزرگانِ دین کی رو سے اس پر عمل کرنا باعث اجر و ثواب ہے اور رہتی دنیا تک جتنے بھی لوگ اس سے مستفید ہوتے رہیں گے ان سب کو اجر ملے گا اور ان سب کے برابر جتنا ثواب اس خوش نصیب کو بھی ملیگا جس نے وہ طریقہ ایجاد کیا ہوگا۔ جب کہ اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کے اجر میں بھی کوئی فرق واقع نہیں ہوگا۔

حاصل الکلام یہ کہ جمیع اولیاء اللہ کا مقصد وصول الی اللہ ہے اختلاف فقط منزل تک پہنچنے کے لیے طریقوں (راستوں) کا ہے۔

ہر نبی و ہر ولی را مسلکے است ؛ لیک تا حق می برد جملہ یکے است

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی التکشف میں لکھتے ہیں۔

اور اولیاء امت نبی واحد میں احکام کا اختلاف نہیں بلکہ ان ہی احکام پر عمل کرانے اور ان میں خلوص پیدا کرنے کے طرق مختلف ہیں پس احکام مشترک طرق مختلف جیسا مجتہدین میں اختلاف ہے۔ ان اولیاء کا اختلاف اس سے بھی اھون[2] اور اخف[3] ہے التکشف ص ۱۰ مطبوعہ حیدر آباد دکن

اسی ثانی الذکر آیہ کریمہ یعنی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے ماتحت حضرت علامہ ابو الفضل" الوسی اپنی شہرۂ آفاق تصنیف تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں۔ وَجَوَّزَ اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمْ وَلِغَیْرِھِمْ فَیَکُوْنَ المُرَادُ بِالصَّادِقِیْنَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا فِی الدِّیْنِ نِیَّۃً وَّقَوْلًا وَّعَمَلًا۔
روح المعانی ص ۴۶ ج ۱۱ ۔ مطبوعہ مصر

(اور یہ بھی جائز ہے کہ یہ خطاب عام ہو اہل کتاب اور غیر اہل کتاب سب کو شامل ہو اور صادقین سے مراد وہ لوگ ہوں جو دین میں نیت کے لحاظ سے بھی سچے ہوں عمل کے اعتبار

---

۱ اللہ تعالیٰ تک رسائی ۲ آسان ۳ ہلکا

سے بھی سچے ہوں اور کلام کے لحاظ سے بھی سچے ہوں۔

اور یہ واضح حقیقت ہے کہ جن کے اعمال بھی اچھے ہوں اعمال میں پورا اخلاص بھی ہو اور انکی ہر بات حق اور سچ پہ مبنی ہو وہ ہی اولیاء ہیں ان کے سوا کسی اور میں یہ اوصاف حمیدہ جمع ہو نہیں سکتے۔

شارح مشکوٰۃ شریف حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری شیخ المشائخ حضرت توربشتی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ حَقِيْقَةُ الْفِقْهِ فِي الدِّيْنِ مَا وَقَعَ فِي الْقَلْبِ ثُمَّ ظَهَرَ عَلَى اللِّسَانِ فَاَفَادَ الْعَمَلَ وَاَوْرَثَ الْخَشْيَةَ وَالتَّقْوٰى وَاَمَّا الَّذِيْ يَتَدَارَسُ اَبْوَابًا مِنْهُ لِيَتَعَزَّزَ بِهٖ وَيَتَاَكَّلَ بِهٖ فَاِنَّهٗ بِمَعْزَلٍ عَنِ الرُّتْبَةِ الْعُظْمٰى لِاَنَّ الْفِقْهَ تَعَلَّقَ بِلِسَانِهٖ دُوْنَ قَلْبِهٖ وَلِهٰذَا قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلٰكِنِّيْ لَا اَخْشٰى عَلَيْكُمْ كُلَّ مُنَافِقٍ عَلِيْمِ اللِّسَانِ: مرقاہ شرح مشکوٰۃ ص ۲۳۴ ج اول

(علم وہ ہے جو پہلے دل میں داخل ہو اسکے بعد زبان پر ظاہر ہو پھر اس سے عمل کا فائدہ حاصل ہو خشیت[1] خدا پیدا ہو۔ تقویٰ پرہیزگاری پیدا ہو۔ لیکن جو شخص علم عزت حاصل کرنے کے لیے پڑھتا ہے یا ذریعہ معاش بنانے کے لیے پڑھتا ہے وہ اس بلند مرتبہ سے بہت دور ہے کیونکہ فقہ یعنی علم کا تعلق اسکے زبان سے تو رہا لیکن اسکے دل میں علم نہیں آیا اسی لیے سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے، لیکن میں بہت ہی ڈرتا ہوں تمہارے لیے ہر اس منافق سے جو زبان کا بڑا علامہ ہو)

بلکہ حق تو یہ ہے کہ ایسے آدمی کو عالم اور اسکے علم کو علم دین کہنا ہی درست نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت علامہ ملا علی قاری قدس سرہ نے مرقاہ شرح مشکوٰۃ شریف کے کتاب العلم کی ابتداء میں علم کی تعریف ان الفاظ سے بیان فرمائی ہے کہ وَالْعِلْمُ نُوْرٌ فِي

---

[1] خوف

قلب المؤمن مقتبس من مصابيح مشكاة النبوة من الاقوال المحمدية والافعال الاحمدية والاحوال المحمودية يهتدى به الى الله وصفاته وافعاله واحكامه فان حصل بواسطة البشر فهو كسبي والا فهو العلم اللدني المنقسم الى الوحي والالهام والفراسة ۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ ص۲۱۷ ج ۱

(حضور اکرم شفیع محتشم صلی اللہ علیہ کے اقوال[1] افعال[2] اور احوال[3] کے نبوی چراغ سے جلائی ہوئی روشنی کا نام علم ہے اگر یہ علم انسانی واسطہ (پڑھنے پڑھانے) سے حاصل ہو تو علم کسبی کہلائیگا ورنہ علم لدنی ہے جس کی اقسام ہیں۔ وحی[1] الہام[2] اور فراست[3]۔

الہام:۔ اس یقینی علم کا نام ہے جو غیب کی بات اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے دل میں ڈالتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے قل ان ربي يقذف بالحق الآیہ

فراست۔ وہ غیبی علم جو اشیاء کی ظاہری صورت دیکھنے سے حاصل ہو۔ اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله ۔ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں حضرت امام غزالی قدس سرہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ امتیاز خواص از عوام بدو چیز است یکے بآنکہ آنچہ حاصل گردد مر عامہ را از علوم بکسب و تعلم حاصل می شود مر خواص را بے تعلم و بے کسب و تعلم از نزد پروردگار علیم و حکیم و آنرا علم لدنی خوانند،

ف: اسی وحی کی بھی دو اقسام ہیں ۱ وحی جلی قرآن مجید ۲ وحی خفی احادیث نبوی ۱ جو کچھ فرمایا ۲ جو خود کر کے دکھایا ۳ زندگی کے حالات

دیگر بانکہ آنچہ عامہ در خواب بینند خواص آنرا در بیداری مشاہدہ نمایند ۔

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ص۱۰۸ ج۔ ادل)۔

اللہ تعالیٰ کے خاص اور عام بندوں میں دو طرح کا فرق ہے ایک یہ کہ جو علوم عوام کو استادوں کے پاس جاکر پڑھنے اور محنت کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے وہ علوم بغیر کسب اور استادوں کے پاس پڑھنے کے رب العزت علیم و حکیم کی بارگاہ سے حاصل کرتے ہیں جسے علم لدنی کہا جاتا ہے دوسرا فرق یہ ہے کہ جو رموز و اسرار عوام کو خواب کے اندر نظر آتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے وہ اسرار بیداری کی حالت میں دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

علم حاصل کرنے کے متعلق نبی کریم رؤف رحیم علیہ الف التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَۃٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَیْرِ اَہْلِہٖ کَمُقَلِّدِ الْخَنَازِیْرِ الْجَوْہَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّہَبَ رواہ ابن ماجۃ مشکوٰۃ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا! فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان مرد خواہ عورت پر علم کی طلب کرنا فرض ہے اور نا اہل کو علم سکھانا خنزیر کو جواہر سونے اور موتیوں کا ہار پہنانے کی مانند ہے۔ اس حدیث پاک کے ماتحت حضرت ملا علی قاری قدس سرہ نے فَرِیْضَۃٌ کی تشریح کرتے ہوئے کئی ایک مرادیں ذکر کیں ہیں مثلاً یہاں پر فرضی علم سے مراد علم اخلاص[1] ہے یا آفات[2] نفس کا پہچاننا۔ یا جو امور اعمال کے فساد کا باعث بنیں ان کا جاننا مراد ہے یا اس سے نماز کی کیفیت جاننا مراد ہے۔

---

[1]۔ نالائق مگر جو نیکی کا کام خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جائے [2] نفسانی خواہشات جن سے آخرت کا نقصان لازم ہو

ان کے علاوہ ایک مراد یہ بھی لکھی ہے۔ قِيلَ هُوَ طَلَبُ عِلْمِ الْبَاطِنِ وَهُوَ مَا يَزْدَادُ بِهِ الْعَبْدُ يَقِيْنًا وَهُوَ الَّذِي يُكْتَسَبُ بِصُحْبَةِ الصَّالِحِيْنَ وَالزُّهَّادِ الْمُقَرَّبِيْنَ فَهُمْ وُرَّاثُ الْاَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف ص ۲۳۳ ج۔ اوّل

(کہا گیا ہے کہ علم فرض سے مراد باطن کا علم ہے جس کے ذریعے انسان کا یقین بڑھتا ہے اور یہ وہ علم ہے جو بزرگوں زاہدوں کی صحبت سے حاصل کیا جاتا ہے اور یہی لوگ (صوفیاء کرام) انبیاء کرام علیہم السلام کے حقیقی وارث ہیں)

اسی ثانی الذکر آیہ شریفہ یعنی یٰاَیُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ کے ماتحت صادقین کی تشریح کرتے ہوئے حضرت علامہ اسماعیل حقی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

ثُمَّ الصَّادِقُوْنَ هُمُ الْمُرْشِدُوْنَ اِلٰى طَرِيْقِ الْوُصُوْلِ فَاِذَا كَانَ السَّالِكُ فِيْ جُمْلَةِ اَحْبَابِهِمْ وَمِنْ زُمْرَةِ الْخُدَّامِ فِيْ عَتَبَةِ بَابِهِمْ فَقَدْ بَلَغَ بِصُحْبَتِهِمْ وَتَرْبِيَتِهِمْ وَقُوَّةِ وَلَايَتِهِمْ اِلٰى مَرَاتِبَ فِي السَّيْرِ اِلَى اللّٰهِ وَتَرْكِ مَاسِوَاهُ قَالَ حَضْرَتُ الشَّيْخِ الْاَكْبَرُ قُدِّسَ سِرُّهُ الْاَطْهَرُ اِنْ لَّمْ تَجِدْ اَفْعَالَكَ عَلٰى مُرَادِ غَيْرِكَ لَمْ يَصِحَّ لَكَ اَنْتِقَالُ عَنْ هَوَاكَ وَلَوْجَاهَدْتَ نَفْسَكَ عُمْرَكَ فَاِذَا وَجَدْتَ مَنْ يَحْصُلُ فِيْ نَفْسِكَ حُرْمَتُهُ فَاخْدِمْهُ وَكُنْ مَيِّتًا بَيْنَ يَدَيْهِ يُصَرِّفُكَ كَيْفَ يَشَاءُ لَاتَدْبِيْرَ لَكَ فِيْ نَفْسِكَ مَعَهُ تَعِشْ سَعِيْدًا مُبَادِرًا لِامْتِثَالِ مَا يَأْمُرُكَ بِهِ وَيَنْهَاكَ عَنْهُ فَاِنْ اَمَرَكَ بِالْحِرْفَةِ فَاحْتَرِفْ عَنْ اَمْرِهٖ لَا عَنْ هَوَاكَ فَهُوَ اَعْرَفُ بِمَصَالِحِكَ مِنْكَ فَاسْعَ يَا بُنَيَّ فِيْ طَلَبِ شَيْخٍ يُّرْشِدُكَ وَيَعْصِمُ خَوَاطِرَكَ

حَتّٰی تَکمُلَ ذَاتُکَ بِالْوُجُودِ الْاِلٰھِیِّ تفسیر روح البیان صفحہ ۹۶۷ ج ۱۔

(صادقین سے مراد راہ حق دکھانے والے بزرگانِ دین ہیں تو جب سالک انکے احباب میں سے ہو جائے گا، انکی چوکھٹ پر رہنے والے درباریوں میں سے ہو جائے گا تو اس کے بعد سالک ان بزرگوں کی محبت، انکی تربیت اور ان کی ولایت کی طاقت کے زور سے سیرالی اللہ کے مراتب کو پہنچے گا اور ماسوا اللہ کو چھوڑ دے گا۔ حضرت شیخ اکبر قدس سرہ فرماتے ہیں جب تک تو اپنے کاموں کو کسی دوسرے (یعنی کسی بزرگ) کے ارادے کے مطابق نہیں پائے گا۔ تب تک تو اپنی خواہشات نفسانیہ سے جدا نہیں ہو سکتا خواہ اپنی پوری زندگی نفس کو مجاہدات میں رکھے لہٰذا جس بزرگ کی عزت تیرے دل میں ہو تو اس کی خدمت کر، اسکے سامنے مردہ کی طرح بے اختیار ہو جا جس طرح چاہے تجھے پھیرتا رہے اپنے متعلق تیری کوئی بھی رائے نہ ہو تب ہی تو نیک بخت ہو کر زندگی بسر کریگا اور پیر کے امر و نہی کی جلد تعمیل کریگا۔ پس اگر پیر تجھے کسی پیشے کا حکم کرے تو وہ کاروبار بھی پیر کے حکم کی وجہ سے کر اپنی خواہش سے نہیں۔ اگر بیٹھنے کا حکم کرے تو بھی اس کے فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے بیٹھ جا اپنی خواہش سے نہیں۔ کیونکہ وہ تجھ سے بھی زیادہ جانتا ہے۔ کہ یہ بات تیرے فائدہ کی بات ہے یا نہیں اس لیئے اے صاحبزادے ولی کامل کی طلب میں کوشش کر جو کہ تجھے ہدایت کے راستے پر چلائے۔ تیرے قلبی احوال کی نگرانی کرے یہاں تک کہ تیرا اللہ تعالٰے کے ساتھ کمال تعلق پیدا ہو جائے حضرت امام ربانی مجدد منوّر الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ پیر مغان کی طلب، ضرورت اور اطاعت کے متعلق فرماتے ہیں۔ بعد از حصولِ ایں دو جناح اعتقادی و عملی متوجّہ عروجِ مدارجِ قربِ ایزدی گردد جلّ شانہٗ و طالب قطعِ منازل ظلمانی و مسالک نورانی باشد۔ لیکن بداند کہ این قطع منازل و عروج مدارج وابستہ بتوجہ و تصرّفِ شیخ کامل مکمّل راہ دان راہ بین راہنما است کہ نظر او شافی امراض قلبیہ است و توجہ او دافع اخلاق ردیہ نا

مرضیہ پس اوّل طلب شیخ نماید، اگر بہ محض فضلِ خداوندی جلّ شانہٗ بشیخ را باو دانا نند معرفتِ شیخ را نعمتِ عظمیٰ تصور کردہ خود را ملازمِ او سازد۔ و تمام منقادِ تصرفاتِ او گردد و شیخ الاسلام

میفرماید الٰہی چیست اینکہ دوستانِ خود را کردی کہ ہر کہ ایشان را شناخت ترا یافت وتا ترا نیافت ..... ایشان را نشناخت اختیار خود را بالکلیہ در اختیار شیخ گم کند و خود را از جمیع مرادات خالی ساختہ کمرِ ہمت را در خدمتِ او بندد و بہ ہر چہ شیخ او را امر فرماید سرمایۂ سعادتِ خود را دران دانستہ در امتثال آن بجان سعی نماید۔ مکتوبات امام ربانی مکتوب ۲۸۶ دفتر اول حصہ پنجم ص۱۵ دو پر یعنی اعتقاد اور عمل حاصل کر لینے کے بعد اللہ تعالیٰ کے قرب کی سیڑھیوں پر چڑھنے کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیئے۔ تاریکی اور روشنی کی منزلوں اور راستوں کے طے کرنے کی طلب کرنا چاہیے۔ لیکن یاد رکھیں کہ ان منزلوں کا طے کرنا، ان درجوں پر فائز ہونا پیر کامل کی توجہ اور تصرّف[1] سے وابستہ ہے جو خود بھی کامل ہو دوسرونکو بھی کامل بناتا ہو راہِ حق کا جاننے والا دیکھنے والا اور دکھانیوالا ہو۔ ایسے پیر کی نظر دل کی بیماریوں کے لیے شفا ہے۔ برے اور ناپسندیدہ اخلاق اسکی توجہ مبارک سے دور ہو جاتے ہیں اسلیے سب سے پہلے پیر کامل کی طلب کرنا چاہیے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے پیر کامل اسے بتلادے تو پیر کی معرفت[2] اپنے لیے نعمت عظمیٰ (بہت بڑی نعمت) سمجھ کر ہمیشہ اسی کی خدمت میں رہے اور پوری طرح اس کے فرمانوں کا تابع رہے۔ شیخ الاسلام ہروی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں یا الٰہی یہ کیا بات ہے تونے اپنے دوستوں کو کیا بنادیا ہے کہ جس نے ان کو پہچانا خدا کو پایا اور جب تک تجھے نہ پایا ان کو نہ پہچانا اور اپنے اختیار کو کلی[3] ... طور شیخ کے اختیار میں گم کردے اور اپنے آپ کو تمام مرادوں سے خالی کرکے کمر ہمت باندھو کہ اسکی خدمت کرے اور جو کچھ شیخ ارشاد فرماوے اسکو اپنی سعادت کا سرمایہ جان کر اسکے بجالانے میں جان سے کوشش کرے) غرضیکہ ہر ایک انسان کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ومعرفت حاصل کرے اور اس کے حاصل کرنے کا آسان طریقہ یہی ہے کہ شیخ کامل کا دامن تھام لے اسکی

---

[1] ذاتی دخل دینے [2] پہچان

[3] پوری طرح

خدمت وغلامی کو اپنے لیے دینا و آخرت کی سعادت سمجھے اور اس کے کسی بھی قول وفعل پر اعتراض نہ کرے کیونکہ راہ حق میں اعتراض کرنا، اپنے شیخ کی عیب جوئی کرنا محرومی کی دلیل ہے۔ (مثنوی)

کار درویشی ورائے کار ہاست ∴ دمبدم از حق مر ایشاں را عطاست
گر تنِ خاکی غلیظ و تیرہ است ∴ صیقلش کن زانکہ صیقل گیر است
نورِ حق ظاہر بود اندر ولی ∴ نیکہ بیں باشی اگر اہل دلی
رو بجو یارِ خدائی را تو زود ∴ چون چنین کردی خدا یارِ تو بود۔ ۴

(اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کے کاروبار عام عقل وفہم سے بالاتر ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو راز و اسرار ہر وقت ان کو حاصل رہتے ہیں اس سے ظاہر بین لوگ بے خبر ہوتے ہیں، اس لئے اے مخاطب اگر تیرا باطن تاریک میل کچیل سے بھرا ہوا ہے تو تو جلدی اسے قلعی کرا لے اس میں قلعی کے اثر قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے اور قلعی گر اللہ والے بھی موجود ہیں اولیاء اللہ کے چہروں سے اللہ تعالیٰ کا نور ٹپکتا ہے یہ نور مخلصوں کو نظر آتا ہے مخالفوں کو نہیں۔ یہ اللہ والے اپنے وجود سے آزاد ہوگئے ایک ہی ذات سے تعلق جوڑا ہے تو اس ذات بابرکات نے ان کو وہ نور بخشا ہے کہ چاند سورج زمین آسمان بھی ان کے تابع بنا دیئے۔ جاؤ کسی اللہ والے کو ڈھونڈھو جب تم نے اس سے دوستی کر لی تو اسکی غلامی کے صدقے میں تم بھی خدا کے دوست بن جاؤ گے)

مشہور معروف بزرگ حضرت خواجہ سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ رات کے وقت گھر کے بالاخانے تشریف لے گئے تو دیکھا سبحان اللہ! چند بارونق نورانی چہروں والے بزرگ بیٹھے ہوئے کچھ لکھ رہے ہیں اور انکی نورانیت سے پورا گھر روشن و منور ہے۔ حضرت سلطان علیہ الرحمۃ نے پوچھا: تم کون ہو؟ کیا لکھ رہے ہو انھوں نے جواب دیا ہم اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں اور خداوند عزوجل کے حکم سے اس کے ولیوں کے نام لکھ رہے ہیں سلطان علیہ الرحمۃ نے پوچھا کیا میرے نام لکھنے کا بھی حکم ہوا ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا نہیں۔ سلطان علیہ الرحمۃ نے کہا واقعی میں ولی نہیں ہوں بزرگ نہیں ہوں

---

۴ کاں کمینہ بہ تہ سید انداز وجود ∴ چرخ و مہر و ماہ شان آرد سجود

ہوں میں اپنے آپ کو بخوبی جانتا ہوں مگر اتنا ضرور ہے کہ میں اللہ کے ولیوں کو محبوب رکھتا ہوں میرے دل میں انکی بڑی عزت حرمت اور محبت ہے۔ زہے خوش قسمت تھے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کہ جب دوسری رات فرشتوں کے دفتر کو دیکھا تو سر فہرست اپنا نام تحریر پایا ملائکہ سے سبب پوچھا تو فرشتوں نے کہا اللہ رب العزت نے ہم کو حکم دیا کہ جو شخص میرے ولیوں کے ساتھ محبت و تعلق رکھتا ہے اسکو بھلاؤ مت۔ جو میرے اولیاء اللہ سے محبت رکھتا ہے اس کا نام سب سے پہلے رقم کرو۔

پیرانِ پیر حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے سہ شنبہ یکم شعبان ۵۴۵ھ مدرسہ معمورہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ

یَا مَرِیْضَ الْبَاطِنِ عَلَیْکَ بِالدَّوَاءِ وَھٰذَا الدَّوَاءُ لَا یَکُوْنُ اِلَّا عِنْدَ الصَّالِحِیْنَ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ خُذِ الدَّوَاءَ مِنْھُمْ وَاسْتَعْمِلْہُ وَقَدْ جَاءَتْکَ الْعَافِیَۃُ الدَّائِمَۃُ وَالصِّحَّۃُ الْاَبَدِیَّۃُ لِمَعْنَاکَ وَلِقَلْبِکَ وَلِسِرِّکَ وَلِخَلْوَتِکَ مَعَ رَبِّکَ عَزَّوَجَلَّ۔ تَنْفَتِحُ عَیْنَا قَلْبِکَ فَتَنْظُرُ بِھِمَا اِلٰی رَبِّکَ عَزَّوَجَلَّ تَصِیْرُ مِنَ الْمُحِبِّیْنَ الْوُقُوْفِ عَلٰی بَابِہِ الَّذِیْنَ لَا یَنْظُرُوْنَ اِلٰی مَا سِوَاہُ۔

فتح الربانی مترجم صفحہ ۳۲۰ و ۳۲۱ مطبوعہ کراچی

اے باطن کے مریض دوا حاصل کر اور یہ دوا اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے سوا کہیں نہ ملیگی، ان سے دوا لے اور اس کا استعمال کر کہ تجھ کو دائمی صحت اور ابدی عافیت نصیب ہو گی۔ تیرے اندرون کو بھی اور تیرے قلب کو بھی اور تیرے باطن کو بھی، اور پروردگار کے ساتھ تیری خلوت کو بھی، تیرے قلب کی دونوں آنکھیں کھل جائینگی، پس تو ان سے اپنے پروردگار کو دیکھے گا ان محبین میں سے بن جائیگا جو اس کے دروازے پر کھڑے رہتے ہیں۔ اور اسکے سوا کسی کی جانب بھی نظر نہیں کرتے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(الآیۃ الثالثۃ)

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔

پ ۱۴ نحل ع ٦ ۱۲

اس آیہ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یعنی اِنْ شَكَكْتُمْ فِي اِرْسَالِ اللّٰهِ الرِّجَالَ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الْعِلْمِ بِالْكُتُبِ السَّابِقَةِ مِنَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى ۔ یعنی اگر تم کو انسانوں کے رسول بنا کر بھیجنے میں شک ہے تو سابقہ کتابوں کے علم رکھنے والے علماء یہود و نصارا سے پوچھ لو وہ بھی یہی گواہی دینگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی جتنے انبیاء کرام تشریف لائے وہ بھی انسان ہی تھے نہ فرشتے ۔

واضح ہو کہ قرآن مجید کا نزول خاص اور حکم عام ہوتا ہے نزول اگرچہ زمانہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی خاص موقعہ میں ہوا ہوتا ہے مگر تاقیامت اس کا حکم بعینہ جاری رہتا ہے اس لیے لکھتے ہیں وَفِي الْاٰيَةِ دَلِيْلٌ عَلٰى وُجُوْبِ الْمُرَاجَعَةِ اِلَى الْعُلَمَاءِ لِلْجُهَّالِ فِيْمَا لَا يَعْلَمُوْنَ وَاَنَّ الْاَخْبَارَ مُفِيْدَةٌ لِلْعِلْمِ اِنْ كَانَ الْمُخْبِرُ ثِقَةً يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ

تفسیر مظہری ص ۳۴۲ جلد خامس

اس آیہ مبارکہ میں دلیل ہے اس بات پر کہ بے علموں کے لیے ضروری ہے کہ جو خود نہ جانتے ہوں ۔ اسمیں علماء کی طرف رجوع کریں اور اس پر بھی دلیل ہے کہ اگر خبر دینے والا قابل اعتماد ہو تو اس کی خبر سے یقین کا فائدہ ہوتا ہے ۔

حضرت امام محمد فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہاں تک لکھدیا ہے کہ وَاحْتَجَّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ فَقَالَ لَمَّا لَمْ يَكُنْ اَحَدُ الْمُجْتَهِدِيْنَ عَالِمًا وَجَبَ عَلَيْهِ الرُّجُوْعُ اِلَى الْمُجْتَهِدِ الْاٰخَرِ الَّذِيْ يَكُوْنُ

عَالِمًا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی فَاسْئَلُوْآ اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ فَاِنْ لَمْ یَجِبْ فَلَا اَقَلَّ مِنَ الْجَوَازِ۔ تفسیر کبیر صفحہ ۳۰۹ جلد خامس

اس آیہ کریمہ سے وہ لوگ دلیل پکڑتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اگر کسی مجتہد کو کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو اس کے لیے واجب ہے کہ دوسرے مجتہد کی طرف رجوع کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے فَاسْئَلُوْآ اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ علماءِ حق سے پوچھا کرنا واجب نہیں پھر بھی کم از کم جواز تو ثابت رہیگا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ عوام الناس کیلئے تقلید مجتہد ازحد ضروری ہے۔ اسلئے کہ جب مجتہد کے لئے یہ واجب و لازم قرار پایا کہ جب اسے کسی مسئلہ میں مکمل تحقیق نہ ہو تو دوسرے مجتہد کی طرف رجوع کرے تو عوام الناس کو بطریقہ اولیٰ ہر مسئلہ میں آئمہ مجتہدین کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

اسی طرح اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنا علماء اور عوام سبھی کے لئے یکساں مفید بلکہ ضروری ہے۔ اسلئے کہ کاملوں کی صحبت میں رہنے سے انکے اخلاق و عادات اپنانے کا شوق پیدا ہوگا جس میں دارین کی سعادت ہے۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں کیسی ناانصافی کی بات ہے کہ جب دس برس علم ظاہری کی تحصیل میں صرف کئے تو دس ماہ تو باطن کی اصلاح میں صرف کرو اور اس کا یہی طریق ہے کہ کسی کامل کی صحبت میں رہو۔ اسکے اخلاق، عادات، عبادات کو دیکھو کہ غصے کے وقت اسکی کیا حالت ہوتی ہے شہوت[1] کے وقت میں وہ کیسی حالت میں رہتا ہے۔ خوشامد کا اس پر کہاں تک اثر پڑتا ہے اسی طرح تمام اخلاق کا حال ہے۔ پھر جب کبھی اسکو غصہ آئیگا تو سوچیگا کہ اس کامل کی غصہ کے وقت کیا حالت ہوتی تھی، ہم بھی ویسا ہی کریں اسکے اخلاق و عادات پیش نظر ہو جائیں گے۔

---

۱ ؎ خواہش کسی چیز کی۔

اسی آیۂ مبارکہ کے ماتحت شیخ المشائخ حافظ ابو الفداء اسماعیل ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیدنا حضرت امام ابو جعفر باقر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ۔

نَحْنُ اَهْلُ الذِّكْرِ وَمُرَادُهٗ اَنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ اَهْلُ الذِّكْرِ صَحِيْحٌ فَاِنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ اَعْلَمُ مِنْ جَمِيْعِ الْاُمَمِ السَّالِفَةِ وَعُلَمَاءُ اَهْلِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ مِنْ خَيْرِ الْعُلَمَاءِ اِذَا كَانُوْا عَلَى السُّنَّةِ كَعَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنَيْ عَلِيٍّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ وَعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ وَعَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِيْ جَعْفَرٍ الْبَاقِرِ وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَجَعْفَرٌ اِبْنُهٗ وَاَمْثَالُهُمْ وَاَضْرَابُهُمْ وَاَشْكَالُهُمْ مِمَّنْ هُوَ مُتَمَسِّكٌ بِحَبْلِ اللّٰهِ الْمَتِيْنِ وَصِرَاطِهِ الْمُسْتَقِيْمِ۔ تفسیر ابن کثیر ص ۵۷۰ ج ۲

(اور اہل ذکر ہم ہی ہیں اور اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ ساری امت محمدیہ اہل ذکر ہے کیونکہ یہی امت سابقہ جمیع امتوں سے زیادہ جاننے والی ہے اور علماء اہل بیت نبوت سب علماء سے بہتر ہیں بشرطیکہ وہ قرآن و حدیث پر کار بند ہوں جس طرح حضرت علیؓ، حضرت ابن عباس، حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت محمد بن حنفیہ، حضرت علی بن حسین زین العابدین، حضرت علی بن عبد اللہ بن عباس، حضرت امام باقر (محمد بن علی بن حسین) اور ان کے صاحبزادے حضرت جعفر رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ جتنے بھی علماء اہل بیت نبوت میں سے دینِ برحق پر پوری طرح عامل ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رسی (دین) کو پوری طرح پکڑے ہوئے ہوں۔ صراطِ مستقیم پر گامزن ہوں وہ دیگر علماءِ امت سے بہتر و برتر ہیں) ان واضح دلائل سے معلوم ہوا کہ کوئی بھی شخص جاہل ہو یا عالم فقیہ ہو خواہ مجتہد اسکو جو چیز امور شرعیہ ضروریہ میں سے معلوم نہ ہو اسکے حصول کے

لئے فقہا اور مشائخ کی خدمت میں جانا ضروری ہے۔ سیدنا حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہما نے ۹۰۰ علماء و مشائخ کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم و فیوض حاصل کئے۔ جن میں تین سو ۳۰۰ تابعین تھے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

مشہور حکیم دانا اور ولی حضرت لقمان حکیمؒ کے متعلق بعض روایات میں مذکور ہے کہ انہوں نے ایک ہزار انبیاء کرام کی صحبت و خدمت کی ہے۔

غرضیکہ علم و عقل بھی جب ہی کار آمد اور مفید ہوں گے جب مقربان الٰہی انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمۃ و الغفران کی صحبت اختیار کی جائے گی ان سے عقیدت و محبت ہو گی۔ چنانچہ حضرت امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الانوار القدسیۃ فی بیان آداب العبودیۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ علم بغیر صحبت صالحین کے ثمرہ دار ہو نہیں سکتا۔

وَاعْلَمْ اَنَّهُ لَا يُمْكِنُ لِطَالِبِ الْعِلْمِ الْعَمَلُ بِالْعِلْمِ وَ آدَابِهِ وَ يَصِيْرُ عَلَيْهِ الْاُنْسُ وَ الْخَيْرُ اِلَّا اِذَا كَانَ مُعْتَقِدًا فِيْ طَائِفَةِ الْفُقَرَاءِ مُخَالِطًا لَهُمْ فَبِذٰلِكَ يَتِمُّ لَهُ الْعِلْمُ الْعَمَلَ لِاَنَّهُمْ يُنَبِّهُوْنَهُ عَلَى الدَّسَائِسِ الْمَانِعَةِ لِلْقَلْبِ عَنْ قُبُوْلِ الْخَيْرِ لِاَنَّ الْعِلْمَ قُوَّةٌ لِلنَّفْسِ وَكُلَّمَا كَثُرَ قَوِيَتْ وَ تَكَبَّرَتْ وَ اَبَتْ عَلَى الْخَيْرِ۔ الانوار القدسیۃ

(یہ ممکن ہی نہیں کہ فقراء کے ساتھ حسن عقیدت اور ان کی صحبت کے بغیر کوئی طالب علم اپنے علم کے مطابق عمل کرے اور اسکے آداب (مقتضیات) بجالائے قلبی اطمینان حاصل کرے مشائخ کی صحبت سے ہی علم کے ساتھ عمل کا ثمرہ شامل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہی فقراء ان خرابیوں سے مطلع اور متنبہ (باخبر) کرتے ہیں جو کہ طالب کے قلب میں خیر و بھلائی کے قبول کرنے سے مانع ہوتے ہیں، اس لئے کہ علم کے ساتھ تو نفس کو اور بھی تقویت ملتی ہے جتنا علم زیادہ ہوتا جاتا ہے اتنا نفس بھی بڑھتا جاتا ہے اور تکبر کرتا ہے اور نیکی کے کاموں سے انکار کر بیٹھتا ہے۔)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ لَیْسَ الْعِلْمُ بِکَثْرَۃِ الرِّوَایَۃِ اِنَّمَا ھُوَ نُوْرٌ یَضَعُہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقَلْبِ۔

طبقات کبریٰ ص۴۵

علم زیادہ روایات نقل کرنے یا یاد کرنے کا نام نہیں ہے علم ایک نور ہے جو اللہ تعالیٰ دلوں میں رکھواتا ہے۔

اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ لَیْسَ الْعِلْمُ مَا حُفِظَ اِنَّمَا الْعِلْمُ مَا نَفَعَ۔ علم یہ نہیں کہ اسکو یاد کیا اور بس علم وہ ہے جو نفع پہنچائے۔

اور علم نافع کے متعلق حدیث شریف میں تصریح موجود ہے کہ علم نافع علم قلب و باطن ہے۔ عَنِ الْحَسَنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ فَعِلْمٌ فِی الْقَلْبِ فَذَالِکَ الْعِلْمُ النَّافِعُ وَعِلْمٌ عَلَی اللِّسَانِ فَذَالِکَ حُجَّۃُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰی ابْنِ اٰدَمَ۔

رواہ الدارمی (مشکوٰۃ شریف)

علم دو قسم پر ہے ایک دل کا علم ہے اور یہی علم نفع دینے والا ہے اور دوسرا علم زبان کا ہے۔ جو محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی نوع انسان پر حجت ہے۔

محدث اعظم حضرت علاّمہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری اسی حدیث شریف کے ماتحت لکھتے ہیں۔ (فِی الْقَلْبِ) اَیْ حَاصِلٌ وَدَاخِلٌ فِیْہِ لَا یَطَّلِعُ عَلَیْہِ غَیْرُ اللّٰہِ ......

وَالْفَاءُ لِلسَّبَبِیَّۃِ اَیْ فَبِسَبَبِ اسْتِقْرَارِہٖ فِی الْقَلْبِ الَّذِیْ ھُوَ مَحَلُّ حُبِّ الرَّبِّ ھُوَ الْعِلْمُ النَّافِعُ فِی الدَّارَیْنِ۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص۲۵۶

(یعنی وہ علم دل میں حاصل اور داخل ہوتا ہے سوائے اللہ رب العزت کے کوئی بھی اسے نہیں جانتا اور لفظ فاء یہاں سببیت کے لئے وارد ہے اور مطلب یہ ہے کہ

دل اللہ رب العزت کی محبت و معرفت کا مکان ہے۔ اسی لئے یہ علم دنیا خواہ آخرت میں نافع ہے کسی اہل دل نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

میانِ عاشق و معشوق رمزے ست ؛ کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

قَدْ يُحْمَلُ الْاَوَّلُ عَلٰى عِلْمِ الْبَاطِنِ وَالثَّانِيْ عَلٰى عِلْمِ الظَّاهِرِ لٰكِنَّ فِيْهِ اَنَّهٗ لَا يَتَحَقَّقُ شَيْءٌ مِنْ عِلْمِ الْبَاطِنِ اِلَّا بَعْدَ التَّحَقُّقِ بِاِصْلَاحِ الظَّاهِرِ كَمَا اَنَّ عِلْمَ الظَّاهِرِ لَا يَتِمُّ اِلَّا بِاِصْلَاحِ الْبَاطِنِ وَلِذَا قَالَ الْاِمَامُ مَالِكٌ مَنْ تَفَقَّهَ وَلَمْ يَتَصَوَّفْ فَقَدْ تَفَسَّقَ وَمَنْ تَصَوَّفَ وَلَمْ يَتَفَقَّهْ فَقَدْ تَزَنْدَقَ وَمَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا فَقَدْ تَحَقَّقَ۔ مرقاۃ ص $\frac{256}{ج1}$

پہلے (علم فی القلب) سے مراد علم باطن اور دوسرے (علم علی اللسان) سے علم ظاہر بھی مراد لیا گیا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اصلاح ظاہر کے بغیر علم باطن حاصل نہیں ہوتا۔ بعینہٖ اسی طرح جس طرح علم ظاہر اصلاح باطن کے سوائے کامل نہیں ہوتا۔ اسی لئے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس نے علم دین پڑھا اور تصوّف و فقیری کے علوم سے دور رہا تو وہ فاسق ہے اور جس نے زہد و فقیری تو اختیار کی مگر علوم شرعیہ فرائض و سنن کا علم حاصل نہیں کیا تو وہ زندیق ہے اور جس نے علم شرعیہ اور تصوّف و فقیری دونوں چیزیں اکٹھی کیں اس نے سچ اور حق حاصل کر لیا) سادات طریقہ علیہ نقشبندیہ قَدَّسَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَسْرَارَهَا اَهَالِيْهَا عِلْمٌ فِي الْقَلْبِ سے ذکر قلبی مراد لیتے ہیں بالفاظ شیخ محقق لَا يَطَّلِعُ عَلَيْهِ غَيْرُ اللّٰهِ بھی یہی ذکر ہے محبت رب العزت کا محل و مکان بھی قلب مؤمن ہی ہے قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَيْتُ اللّٰهِ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰهِ مؤمن بندے کا دل خدا تعالیٰ کا بیت (گھر) اور عرش ہے۔ حدیث قدسی میں آتا ہے لَا يَسَعُنِيْ اَرْضِيْ وَلَا سَمَائِيْ وَلٰكِنْ يَسَعُنِيْ قَلْبُ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ۔ (مجھے میرے زمین و آسمان نہیں سما سکتے ہیں اپنے مؤمن بندے کے دل میں سما جاتا ہوں)

(بیت) کعبہ بنگاہِ خلیل اکبر است　　　دل گذر گاہِ جلیل اکبر است

کعبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا بنایا ہوا مکان ہے۔ لیکن دل تو اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا اور اس کا رہ گذر ہے غرضیکہ مشائخ کی صحبت بابرکت کی جتنی بھی اہمیت ذکر کی جائے ضرورت بہر حال اس سے کہیں زائد ہے خلیفہ برحق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صحبتِ صالحین کو فرض و فضیلت قرار دیا ہے امیر المؤمنین امام المتقین سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اَرْبَعَةٌ ظَاهِرُهُنَّ فَضِيلَةٌ وَ بَاطِنُهُنَّ فَرِيْضَةٌ۔ مُخَالَطَةُ الصَّالِحِيْنَ فَضِيْلَةٌ وَ الْاِقْتِدَاءُ بِهِمْ فَرِيْضَةٌ وَ تِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ فَضِيْلَةٌ وَ الْعَمَلُ بِهٖ فَرِيْضَةٌ وَ زِيَارَةُ الْقُبُوْرِ فَضِيْلَةٌ وَ الْاِسْتِعْدَادُ لَهَا فَرِيْضَةٌ وَ عِيَادَةُ الْمَرِيْضِ فَضِيْلَةٌ وَ اتِّخَاذُ الْوَصِيَّةِ مِنْهُ فَرِيْضَةٌ۔ منبهات ص۸۵

(چار چیزیں ایسی ہیں جن کا ظاہری حکم فضیلت و ثواب ہے لیکن باطن اور حقیقت کے لحاظ سے فرض کا حکم رکھتی ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کے مقرب نیک لوگوں سے ربط و تعلق و میل جول رکھنا فضیلت ہے لیکن ان کے نقش قدم پہ چلنا فرض ہے۔ (۲) قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا بڑا رتبہ ہے لیکن اس پر عمل کرنا فرض ہے۔ (۳) مزارات صالحین کی زیارت کرنے کا بڑا درجہ ہے لیکن قبر میں جانے کے لئے تیاری کرنا فرض ہے (۴) بیمار کی مزاج پرسی کرنا تو فضیلت ہے لیکن جس بات کی وصیت کرے اسے خوش اسلوبی سے ادا کرنا فرض ہے)۔ شعر

قَدِّمْ لِنَفْسِكَ قَبْلَ مَوْتِكَ صَالِحًا　:　وَاعْمَلْ فَلَيْسَ اِلَى الْخُلُوْدِ سَبِيْلُ

مرنے سے پہلے اپنے لئے کچھ آگے بھیج عمل کر کیونکہ یہ جگہ ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں ہے حضرت رحمت پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ چند اشعار بزبانِ سرائیکی۔

یاد رکھ ہر آن آخر موت ہے　:　موت دا رکھ دھیان آخر موت ہے

اے برادر موت اپنی یاد کر　:　زندگی غفلت میں نہ برباد کر

مرن توں پہلے ایہ جان آزاد کر ⁂ جان یا نا جان آخر موت ہے
چھوڑ دے سودائے دنیا اے عزیز ⁂ کر لیں سمل آخرت اے باتمیز
آخرت دے آگے دنیا ہیچ چیز ⁂ تھی نہ توں نادان آخر موت ہے
دنیا وچ کئی جیت گئے کئی ہار گئے ⁂ عمل کر چڑھ بیڑے تے لنگھ پار گئے
کئی بے بختے اپنی مت مار گئے ⁂ تھی گئے ویران آخر موت ہے

مشہور و معروف تابعی راوی حدیث حضرت ابو اسحاق کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحبت صالحین کے متعلق فرماتے ہیں۔

عَنْ كَعْبِ الْاَحْبَارِ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ كَتَبَ كَلِمَتَيْنِ وَوَضَعَهُمَا تَحْتَ الْعَرْشِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ وَلَمْ يَعْلَمِ الْمَلٰٓئِكَةُ عَنْ عِلْمِهِمَا وَاَنَا اَعْلَمُ بِهِمَا قِيْلَ يَا اَبَا اِسْحَاقَ وَمَا هُمَا قَالَ اِحْدَاهُمَا كَتَبَ لَوْ كَانَ رَجُلٌ يَعْمَلُ عَمَلَ جَمِيْعِ الصَّالِحِيْنَ بَعْدَ اَنْ تَكُوْنَ صُحْبَتُهٗ مَعَ الْفُجَّارِ فَاَنَا الَّذِیْ اَجْعَلُ عَمَلَهٗ اِثْمًا وَاَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْفُجَّارِ وَالْاُخْرٰى لَوْ كَانَ رَجُلٌ يَعْمَلُ عَمَلَ جَمِيْعِ الْاَشْرَارِ بَعْدَ اَنْ تَكُوْنَ صُحْبَتُهٗ مَعَ الصَّالِحِيْنَ وَالْاَبْرَارِ يُحِبُّهُمْ فَاَنَا الَّذِیْ اَجْعَلُ آثَامَهٗ حَسَنَاتٍ وَاَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْاَبْرَارِ ۔ ہدایۃ الانسان ص۴۷

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے مخلوقات پیدا کرنے سے پہلے دو کلمات لکھ کر عرش کے نیچے رکھے ہیں جنکا فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے اور میں ان دونوں کو جانتا ہوں پوچھا گیا اے ابو اسحاق وہ دو باتیں کونسی ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک تو یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی تمام صالحین کے عمل کرے اور اسکی صحبت فاجروں اور بدکاروں سے ہو تو میں اسکے عمل کو گناہ بنا دیتا ہوں۔ اور قیامت کے دن فاسقوں کے ساتھ اٹھاؤں گا۔ دوسرا کلمہ یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی تمام بدکاروں کے عمل کرے اور پھر اس کی صحبت نیک صالح آدمیوں سے ہو اور انکو دوست رکھتا ہو تو میں اسکے گناہوں کو

نیکیاں بنا دیتا ہوں اور قیامت کے دن میں اسکو نیکوکاروں کے ساتھ اٹھاؤں گا۔
اس حدیث مبارکہ میں اہل اللہ کی صحبت کا مرتبہ اور فضیلت نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی بیان کی گئی ہے اور کیوں نہ ہو جب خود خداوند عزوجل نے ان کی صحبت کا حکم کیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی صحبت کو کفارۃ مجالس سوء (بری مجلسوں کا کفارہ) قرار دیا۔ اور انکی صحبت کو کستوری کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

حضور اکرم شفیع محتشم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْکِ وَنَافِخِ الْکِیْرِ فَحَامِلُ الْمِسْکِ اِمَّا اَنْ یُّحْذِیَکَ وَ اِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْہُ وَ اِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا طَیِّبَۃً وَنَافِخُ الْکِیْرِ اِمَّا اَنْ یُّحْرِقَ ثِیَابَکَ وَ اِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا خَبِیْثَۃً۔ متفق علیہ۔

(حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ نیک ہمنشیں اور برے ہمنشین کی مثال کستوری اٹھانے والے اور آگ جلانے والے کی طرح ہے۔ کستوری والا یا تو تجھے کچھ دیدیگا یا تو اس سے خرید یگا (اگر نہ بھی خریدے) یا تو اس سے بہترین خوشبو پائیگا۔ اور لوہار یا تو تیرے کپڑے ہی جلا دیگا یا تجھے اس سے بدبو پہنچے گی۔

گرد مستاں گرد۔ گر کم رسد بوئے رسد
گرچہ بوئے ہم نباشد رؤیتِ ایشان بس ست

(مستوں کے ارد گرد گھوم اگر کم ملیگا تو خوشبو پہنچیگی۔ اگر خوشبو بھی نہ ملے تو ان کا دیکھنا ہی کافی ہے)

ہمنشینی مقبلاں چوں کیمیا ست
چوں نظر شاں کیمیائے خود کجاست

(اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی صحبت کیمیا کی مانند ہے۔ جب ان کی نظر کرم ہی کیمیا ہے تو خود کیا ہوں گے)

خاک شو در پیش شیخ با صفا
تا زِ خاکِ تو برویدِ کیمیا
(کسی اللہ والے کے سامنے مٹی بنجا تاکہ تیری مٹی سے بھی کیمیا پیدا ہو)

حضرات ائمہ مجتہدین نے بھی صوفیاء کرام کی صحبت اختیار کی ہے۔

(۱) ہمارے مذہب کے پیشوا سیدنا حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جنکی فقاہت وعلمیت کو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ نے ان الفاظ سے بیان فرمایا ہے کہ ——————

اَلنَّاسُ عَیَالٌ عَلیٰ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِی الْفِقْہِ ترجمہ سارے لوگ فقہ اسلام میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا کنبہ ہیں۔ جن کی نیکی اور پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ خَتَمَ الْقُرْآنَ فِی الْمَوْضِعِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ سَبْعَۃَ اٰلَافِ مَرَّۃٍ۔ طبقات کبریٰ ص۴۶ مطبوعہ عبد الحمید احمد حنفی مصر

جس جگہ آپ نے وفات پائی اُس جگہ آپ نے سات ہزار ختم قرآن پڑھے تھے

وَکَانَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ لَا یَجْلِسُ فِیْ ظِلِّ جِدَارِ غَرِیْمِہٖ (اور آپ رضی اللہ عنہ) کبھی اپنے مقروض کی دیوار کے سائے میں نہیں بیٹھتے تھے۔

آپ نے حضرت سیدنا ابو جعفر امام باقر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر علوم باطنیہ اور فیوض وبرکات حاصل کئے اور انکی صحبت میں دو برس مسلسل رہے۔ فقط یہی نہیں بلکہ اپنی پوری زندگی پہ ان دو برسوں کو ترجیح دیتے ہوئے فرمایا۔ لَوْلَا السَّنَتَانِ لَھَلَکَ النُّعْمَانُ (اگر نعمان (جو امام ابو حنیفہ کا نام ہے) کو یہ دو برس حاصل نہ ہوتے تو ہلاک ہو جاتا۔ حضرت امام ابو حنیفہ نے حضرت امام جعفر صادق رضؓ کے فیض صحبت سے بھی بہت کچھ فائدہ اٹھایا ہے۔

(۲) حضرت امام شافعی قدس سرہ (۳) حضرت امام احمد بن حنبل نَوَّرَ اللہُ مَرْقَدَہٗ باوجود مقتدائے مذاہب، عالم ربانی، متبع قرآن وسنت ہونے کے حضرت شیبان راعی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم باطنیہ حاصل کرتے جبکہ وہ کم

علم ایک مسکین چرواہے تھے اور جب امام شافعی یا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما سے پوچھا جاتا کہ آپ بڑے پایہ کے عالم مقتدائے مذہب ہیں ایک سیدھے سادھے چرواہے کے پاس کیوں جاتے ہیں تو بلا جھجک فرماتے کہ ہم ان سے وہ کچھ حاصل کرنے جاتے ہیں جو ہمارے پاس نہیں ہے۔ حضرت امام شعرانی لکھتے ہیں۔ وَكَانَ يَقُولُ صَحِبْتُ الصُّوْفِيَةَ عَشْرَ سِنِيْنَ (حضرت امام شافعی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ میں دس برس صوفیاء کرام کی صحبت میں رہا ہوں۔

حضرت امام احمد بن حنبل قدس سرہٗ اوائل میں اپنے صاحبزادے کو صوفیاء کے پاس جانے سے روکتے تھے حتیٰ کہ ایک رات ویسونکی ایک جماعت نازل ہوئی اور انہوں حضرت امام قدس سرہ سے کئی ایک مسائل دریافت کئے یہاں تک کہ حضرت امام احمد رحمتہ اللہ علیہ عاجز آگئے بعد ازاں وہ اولیاء پھر اوپر چڑھ گئے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت امام احمد رحمتہ اللہ علیہ اپنے صاحبزادے کو فرماتے ہیں۔ عَلَيْكَ بِمُجَالَسَةِ الصُّوْفِيَةِ فَإِنَّهُمْ اَدْرَكُوْا بِخَشْيَةِ اللهِ وَاَسْرَارِ شَرِيْعَتِهٖ مَالَمْ نُدْرِكْهُ۔ ضرور صوفیاء کرام کی خدمت میں جایا کرو کیونکہ اللہ تعالےٰ کی خشیتہ کیوجہ سے انہوں نے وہ کچھ حاصل کیا ہے جو ہم کو حاصل نہیں ہے۔ اور خود بھی جب کسی مسئلہ میں عاجز آجاتے تو حضرت خواجہ ابو حمزہ بغدادی قدس سرہ السامی سے جاکر پوچھتے مَا تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا يَا صُوْفِيْ (صوفی صاحب اس مسئلہ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے) اور جو کچھ جواب ملتا اسی کے مطابق عمل کرتے۔ آئمہ مجتہدین کے تعلق باولیائے اللہ کے اجمالی ذکر کے بعد چند مشہور ترین علماء محققین کی اولیاء سے عقیدت اور علمی نسبت سے چند اقتباسات پیشِ خدمت ہیں۔

(۱) مفسر قرآن امام علم منطق و کلام حضرت فخر الدین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جن کی بہت فقاہت اور تبحر علمی سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا حضرت خواجہ شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہ کے مرید تھے

(۲) عالم باعمل حضرت علامہ امام غزالی قدس سرہ نے جملہ علوم و فنون میں مہارت تامہ حاصل کر کے

نے کے بعد دس برس مسلسل خلوت اور بزرگوں کی صحبت میں رہنے کے بعد یہی فیصلہ کیا کہ اہل حق اولیاء اللہ ہی ہیں۔ عَلِمْتُ يَقِيْنًا اَنَّ الصُّوْفِيَّةَ هُمُ السَّالِكُوْنَ لِطَرِيْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى خَاصَّةً وَاَنَّ سِيْرَتَهُمْ اَحْسَنُ السِّيَرِ وَطَرِيْقَتَهُمْ اَصْوَبُ الطُّرُقِ وَاَخْلَاقَهُمْ اَزْكَى الْاَخْلَاقِ:

المنقذ من الضلال ص ۳۸

اس عرصہ میں مجھے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلنے والے صوفیاء کرام ہی ہیں انہی کی سیرت و عادت سب سے افضل ہے انہی کا راستہ سارے راستوں سے زیادہ سیدھا ہے انہی کے اخلاق سب سے زیادہ پاکیزہ ہیں۔

(۳) حضرت علامہ سید میر شریف جرجانی رحمتہ اللہ علیہ جن کی تصنیف شدہ کئی کتابیں دنیا بھر کے تعلیمی اداروں میں داخل نصاب ہیں مثلاً صرف میر، نحو میر، میر قطبی وغیرہ آپ حضرت خواجہ علاء الدین عطار نقشبندی قدس سرہ کے مرید تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں جب تک حضرت عطار رحمتہ اللہ علیہ سے نہ ملا خدا کو نہ پہچانا۔ حضرت سید میر شریف مدرسہ ایکی تیمور میں رہتے تھے اور باوجود کثرت سردی کے صبح سویرے حضرت عطار علیہ رحمتہ اللہ الغفار کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ حضرت پیر و مرشد قدس سرہ کے ساتھ قلبی تعلق اور نسبت کا اندازہ ان مدحیہ اشعار سے لگایا جا سکتا ہے جو آپ نے حضرت خواجہ کے نام ایک مکتوب میں تحریر کئے۔

شعر۔ وَمِنْ عَجَبٍ اَنِّيْ اَحِنُّ اِلَيْهِمْ ؛ وَاَسْأَلُ عَنْ اَخْبَارِهِمْ وَهُمْ مَعِيْ
تُشَاقُهُمْ عَيْنِيْ وَهُمْ فِيْ سَوَادِهَا ؛ وَيَطْلُبُهُمْ قَلْبِيْ وَهُمْ بَيْنَ اَضْلُعِيْ

اے صورت تو صورت الطاف الٰہی ؛ در صورت تو معنی حق نا متناہی

وَلَوْ اَنَّ لِيْ فِيْ كُلِّ مَنْبَتِ شَعْرَةٍ ؛ لِسَانًا بِهٖ يَثْبُتُ الشُّكْرُ كُنْتُ مُقَصِّرًا

(عجیب ہے کہ جن کے لیے میں دیوانہ ہوں جن کے متعلق دوسروں سے پوچھ گچھ کر رہا ہوں وہ تو میرے ساتھ ہیں۔ میری آنکھیں ان کے لئے مشتاق ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ وہ میری آنکھوں کی پتلی میں سمائے ہوئے ہیں۔ میرا دل انکو ڈھونڈھ رہا ہے حالانکہ وہ

دوش بدوش میرے ساتھ ہیں۔ اے وہ مقدس ذات (پیر) جس کی صورت سراپا رحمت الٰہی ہے۔ اے محبوب اللہ تعالیٰ نے تیری صورت میں بے اندازہ حقائق چھپا رکھے ہیں۔ اگر میرے بدن کا بال بال زبان بن جائے پھر بھی میں اس کا احسان ادا کرنے سے قاصر ہوں۔

(۴) ماہر المعقول والمنقول حضرت علامہ مولانا نور الدین عبد الرحمٰن جامی قدس سرہ السامی جنہوں نے علوم اسلامیہ کے تقریباً ہر ایک فن میں کوئی نہ کوئی معتبر کتاب لکھی ہے تفسیر، حدیث، نحو، صرف اور تصوف وغیرہ میں پچاس سے بھی زیادہ معتمد و معتبر کتابیں تصنیف کی ہیں۔ خاص کر مولانا جامی کی کتاب فوائد ضیائیہ معروف بہ شرح جامی پاک و ہند کے تقریباً ہر ایک مدرسہ میں داخل درس ہے۔ آپ حضرت خواجہ سعد الدین کاشغری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے ساختہ پرداختہ مرید تھے۔ ان کے علاوہ ولی کامل حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ خواجگان حضرت محمد پارسا نقشبندی قدس سرہ حضرت مولانا فخر الدین لورستانی قدس سرہ اور شیخ المشائخ حضرت بہاء الدین عمر علیہ الرحمہ و دیگر مشاہیر صوفیاء کرام کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بھی استفادہ کیا ہے۔ (مقدمہ شرح جامی)

(۵) درس نظامی کی مشہور و متداول کتاب عبد الغفور کے مؤلف حضرت مولانا علامہ رضی الدین عبد الغفور قدس سرہ جو کہ علوم عقلیہ و نقلیہ میں کمال مہارت کے صاحب اور نسب کے لحاظ سے رسول اکرم شفیع محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ بھی حضرت خواجہ سعد الدین نقشبندی قدس سرہ اور حضرت مولانا جامی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی صحبت میں آیا کرتے اور ہمیشہ ہمیشہ ان سے ظاہری خواہ باطنی علوم کا استفادہ و استفاضہ کرتے رہے۔

(۶) حضرت خواجۂ خواجگان حضرت امام یافعی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ میں دس برس تک یہ غور و فکر کرتا رہا کہ آیا فقہاء و علماء کے ساتھ تعلق پیدا کروں انکی ہم نشینی اختیار کروں یا فقراء و صوفیاء کا راستہ اختیار کروں ان سے نسبت پیدا کروں یہاں تک کہ ایکدفعہ یمن کے ایک بزرگ کیساتھ میری ملاقات ہوئی۔ مجھے دیکھتے ہی میری قلبی حالات سے آگاہ ہو گئے اور فرمایا رضا اللہ یا ولدی

مُبْتَدَءُ الْفَقِيْرِ نِهَايَةُ الْفَقِيْهِ

اے صاحبزادے اللہ تعالیٰ آپ پر راضی ہو "جان لو" فقیہ (عالم) کے مقام کی انتہا فقیر (درویش اللہ والے) کے مقامات کا پہلا مرحلہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الآیۃ الرابعۃ: وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا: پ ۱۵ کہف ع ۴

اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انھیں چھوڑ کر اوپر نہ پڑیں کیا تم دنیا کی زندگی کا سنگار چاہو گے، اور اس کا کہا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گذر گیا۔ جب مشرکین مکہ کے قائدین نے حضور اکرم شفیع محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ ہم آپکی مجالس میں آنا چاہتے ہیں اور آپ کے مواعظ حسنہ سے مستفیض ہونا چاہتے ہیں مگر چونکہ ہم اپنے اپنے قبائل کے سربراہ سرکردہ اور پیشوا ہیں اور آپکی مجالس میں بلال و خباب، صہیب، و عمار (رضی اللہ عنہم) جیسے مفلس و مسکین اور تنگدست صحابہ پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے بیٹھے ہوتے ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے آپکی خدمت میں آتے ہمیں عار و شرم محسوس ہوتی ہے۔

لہٰذا جب ہم آپ کے پاس آئیں تو آپ انہیں اپنی مجلس سے اٹھا دیا کریں وغیرہ وغیرہ، ان کے اس مطالبہ کے رد میں اللہ رب العزت نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے بالفاظ یہی فرمایا وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ

(اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام۔

بالفاظ امر فرمایا وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ۔ اور روکے رکھو اپنے آپ کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام۔

پھر صحابہ کے متعلق بالفاظ نہی فرمایا وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ (اور تمہاری آنکھیں انھیں چھوڑ کر اوپر نہ پڑیں) آخر میں پھر کفار کے حق میں نہی کے الفاظ سے منع فرمایا کہ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا غرضیکہ ایجاب وسلب امر ونہی دونوں طریق سے آنحضرت نبی رحمتہ علیہ الف التسلیم والتحیّۃ کو فقراء ذاکرین کی مجالس کو رونق بخشنے کا حکم صادر فرمایا گیا کہ آپ ان مخلص مساکین صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر ان کو اپنے فیوض وبرکات اور توجہات عالیہ سے نوازیں اور وہ آپ سے مستفیض ہوں۔ ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ کہ آپ ان کا کہانہ مانیں جن کے دل ہماری یاد سے غافل ہیں جو اپنی خواہشات نفسانیہ کے تابع بنے ہوئے ہیں۔

خلاصہ۔ مطلب یہ ہے کہ اس آیہ کریمہ کے اندر اللہ رب العزت نے اپنے دو قسم کے بندوں کا ذکر فرمایا ہے (۱) ذاکرین (۲) غافلین پہلے ذاکرین کا ذکر ہے وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ (اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں) اسکے بعد غافلین کا بیان ہے وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا اور اسکا کہانہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اوّل الذکر جماعت کے ساتھ بیٹھنے کا امر ہے اور دوسرے فرقے سے دور رہنے کا حکم ہے۔ دونوں فرقوں کے ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ دونوں کے اوصاف وعلامات بھی ذکر کی گئی ہیں۔

ذاکرین کی علامات (۱) صبح وشام خداوند تعالےٰ کے ذکر اور دعا میں مشغول ہوں۔

اس سے فقط دو وقت ہی مراد نہیں بلکہ صبح وشام یعنی وقت کی ابتداء اور انتہا، ذکر کرکے

اس سے پورا وقت مراد لیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ کی تشریح ان الفاظ سے کی ہے اَلْمُرَادُ كَوْنُهُمْ مُوَاظِبِيْنَ عَلٰى هٰذَا الْعَمَلِ فِيْ كُلِّ الْاَوْقَاتِ ص۲۷۶ ج-۵

(اس سے مقصد یہ ہے کہ سارا وقت اسی عمل (ذکر اور دعا پر کاربند ہوں) اور تفسیر روح البیان میں ان الفاظ سے تفسیر کی گئی ہے کہ فِيْ اَوَّلِ النَّهَارِ وَ آخِرِهٖ وَالْمُرَادُ اَيْ مُدَاوِمِيْنَ عَلَى الدُّعَاءِ فِيْ جَمِيْعِ الْاَوْقَاتِ۔ ص۲۷۹ جلد ۲ دعا میں مشغول ہوں دن کی ابتدار اور انتہا میں اس سے مراد یہ ہے کہ دعا پر جو ہمیشگی کرنے والے ہوں۔

اور تفسیر صاوی میں یہ الفاظ موجود ہیں اَلْمُرَادُ بِالْغَدَاةِ اَوَائِلُ النَّهَارِ وَاَوَاخِرُ اللَّيْلِ وَ بِالْعَشِيِّ اَوَائِلُ اللَّيْلِ وَ اَوَاخِرُ النَّهَارِ وَ حِيْنَئِذٍ فَقَدِ اسْتَغْرَقُوْا اَوْقَاتَهُمْ فِي الْعِبَادَةِ ص۱۰ ج-۳

غَدَاة سے دن کا ابتدائی اور رات کا انتہائی حصہ مراد ہے اور عَشِیّ سے رات کا ابتدائی اور دن کا آخری وقت مراد لیا جائیگا تو مقصد یہ ہوگا کہ ان کا سارا وقت عبادت میں گذرتا ہو اور تفسیر مظہری میں حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ نے ان الفاظ سے تشریح کی ہے فِيْ جَمِيْعِ اَوْقَاتِهِمْ اَوْ فِيْ طَرَفَيِ النَّهَارِ مظہری ص۳۰ ج-۶-

اپنے جمیع وقتوں میں یا دن کے دو طرف (صبح و شام) میں دعا و ذکر میں مشغول ہوں۔

ذاکرین کی دوسری علامت یہ ذکر کی گئی ہے۔ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ یعنی تسبیح و تہلیل ذکر و فکر اور دعا سے ان کا مقصد بجز رضاء الٰہی کچھ نہ ہو۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوْا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ لَا يُرِيْدُوْنَ بِذٰلِكَ اِلَّا وَجْهَهٗ اِلَّا نَادٰى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ اَنْ قُوْمُوْا مَغْفُوْرًا لَكُمْ قَدْ بُدِّلَتْ سَيِّئَاتُكُمْ حَسَنَاتٍ۔ ابن کثیر ص۸۱ ج-۳

(جو بھی جماعت اللہ تعالےٰ کو یاد کرتی ہو اور ان کا مقصد رضاء الٰہی کے سوا کچھ نہ ہو" مجلس برخاست سے قبل ہی، آسمان سے ایک منادی ندا دیتا ہے کہ اٹھو تمہارے گناہ "صغیرہ" بخش دیئے گئے ہیں نے تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے ۔ اسی طرح غافلین کی بھی دو علامات ذکر کی گئی ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کی یاد ذکر و فکر سے ان کے دل غافل ہوں گے مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا اور دوسری علامت ہے خالق سے کٹ کر مخلوق کی طرف متوجہ ہوں گے نفسانی خواہشات وارادات کے مطابق چلتے ہوں گے وَاتَّبَعَ ھَوَاہُ

آمدم برسر مطلب: طبرانی شریف میں حضرت عبدالرحمٰن بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ جسوقت مذکورہ آیۂ مبارکہ نازل ہوئی اسوقت نبیٔ پاک باعثِ کائنات علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات اپنے دولت خانہ پر تشریف فرما تھے یہ حکم الٰہی سنتے ہی باہر تشریف لائے اور ذاکرین کی تلاش کرتے ایک قوم یعنی جماعت کو دیکھا جن میں سے کئی فقط ایک ایک کپڑا زیب تن کئے ہوئے تھے، کئی ایسے تھے جن کے بال بکھرے ہوئے تھے بدن کی چمڑیاں سوکھ گئی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ بیٹھ گئے اور فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ اَمَرَنِیْ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِیْ مَعَھُمْ۔ ابن کثیر ص۸۱ ج۔۳

(سب تعریفیں اس ذات اقدس کے لئے ہیں جس نے میری اُمّت میں ایسے افراد پیدا کئے ہیں جن کے ساتھ مقید رہنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔

اور ان ہی مبارک مجالس کے متعلق نبیٔ کریم رؤف رحیم علیہ الف التحیۃ و التسلیم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ------ قَالَ ------

-- عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاَنْ اُجَالِسَ قَوْمًا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ مِنْ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ اِلٰی طُلُوْعِ الشَّمْسِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ وَلَئِنْ اَذْکُرَ اللّٰہَ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی غُرُوْبِ الشَّمْسِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ ثَمَانِیَۃً مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِیْلَ دِیَۃُ کُلِّ وَاحِدٍ مِنْھُمْ اِثْنَا عَشَرَ

اَنْفًا۔ ابن کثیر صـ۸۰ ج۔ ۳۔

جو لوگ صبح کی نماز سے لے کر سورج طلوع ہونے تک خداوند تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوں میں ان کے ساتھ بیٹھنے کو مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ (جہاں تک سورج کی روشنی پہنچتی ہے) سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں اور عصر کی نماز سے لے کر سورج غروب ہونے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا مجھے بنی اسماعیل علیہ السلام (حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے آٹھ غلاموں کے آزاد کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے جن میں سے ہر ایک کی دیت (عیوض) بارہ ہزار ہو۔

فائدہ۔ واضح رہے کہ مقربانِ بارگاہِ ناز انبیاءِ کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ علیہم الرحمۃ والرضوان کا کسی مجلس میں جانا یا ان مقدس ہستیوں کی بارگاہ میں حاضر ہونا، ان کی مجالس ذکر میں بیٹھنا، ہر دو صورت اہلِ مجلس اور حاضرین کے لئے بے انتہا سعادت و سیادت کا باعث اور موجب رحمت خداوندی ہے۔

فائدہ:۔ یہاں پر یہ گمان نہ کیا جائے کہ فقراء سے محض مفلس مسکین اور غریب قسم کے لوگ مراد ہیں بلکہ اس سے مراد عام ہے۔ ضعیف ہوں یا قوی امیر ہوں خواہ غریب غرضیکہ جو بھی ذکر الٰہی میں صبح و شام مشغول ہوں جن کا وقت تسبیح و تہلیل حمد باری اور عبادت خداوندی میں گذرتا ہو ان کی ہمنشینی کا حکم ہے۔

تفسیر ابن کثیر صـ۸۰ ج۔ ۳

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا — او نشیند در حضورِ اولیاء
صحبتِ صالح ترا صالح کند — صحبتِ طالح ترا طالح کند

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھنا چاہتا ہو: وہ اولیاء اللہ کے حضور میں رہے
نیک آدمی کی صحبت تجھے بھی نیک بنا دیگی: اور برے کی صحبت تجھے بھی بد بنا دیگی۔

حدیث قدسی میں وارد ہے کہ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ اَوْلِيَائِيْ مِنْ عِبَادِيْ الَّذِيْنَ يُذْكَرُوْنَ بِذِكْرِيْ وَاُذْكَرُ بِذِكْرِهِمْ۔ تحقیق میرے بندوں میں سے وہی میرے ولی ہیں کہ میرے ذکر کے ساتھ ان کا ذکر (بھی) ہوتا ہو اور انکے

ذکر کے ساتھ میرا ذکر بھی ہوتا ہو۔ حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حق تعالیٰ گفت آدم غیر نیست کور چشمی ورنہ این سیر نیست

جسم انساں را کتاب اللہ خواں ہر دم آید نور حق ازوے عیاں

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا لَیْسُوْا بِاَنْبِیَاءَ وَ لَا شُھَدَاءَ یَغْبِطُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَ الشُّھَدَاءُ بِقُرْبِھِمْ مِّنَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ تحقیق اللہ تعالیٰ کے کئی ایسے بندے ہیں جو نہ تو نبی ہیں نہ شہید لیکن قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں ان کو اتنا قرب و مرتبہ نصیب ہوگا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء علیہم الرحمۃ بھی ان کے ساتھ رشک کرتے ہونگے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنکر مجلس کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے ایک اعرابی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھٹنوں کے بل کھڑے ہوکر عرض کیا حَدِّثْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَنْھُمْ مَنْھُمْ۔ یا رسول اللہ بتائیے وہ کون لوگ ہوں گے۔

یہ سنکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور بھی مزید بشاشت و خوشی کے آثار ظاہر ہوئے اور فرمایا۔ ھُمْ عِبَادٌ مِّنْ عِبَادِ اللّٰہِ وَ مِنْ بُلْدَانٍ شَتّٰی لَمْ یَکُنْ بَیْنَھُمْ اَرْحَامٌ یَتَوَاصَلُوْنَ بِھَا وَلَا دُنْیَا یَتَبَاذَلُوْنَ بِھَا یَتَحَابُّوْنَ بِرُوْحِ اللّٰہِ یَجْعَلُ اللّٰہُ وُجُوْھَھُمْ نُوْرًا وَ یَجْعَلُ لَھُمْ مَنَابِرَ مِنْ لُؤْلُؤٍ قُدَّامَ الرَّحْمٰنِ یَفْزَعُ النَّاسُ وَلَا یَفْزَعُوْنَ وَ یَخَافُ النَّاسُ وَلَا یَخَافُوْنَ۔ تفسیر صاوی ص ۱۸۲ ج ۲

وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہونگے مختلف شہروں کے رہنے والے ہونگے جو دنیا میں ایکدوسرے کے ساتھ محض رضاء الٰہی حاصل کرنے کے لئے ملتے رہتے ہونگے جنکا باہمی نہ رشتہ داری کا تعلق ہوگا نہ ہی کسی دنیاوی کاروبار کے سلسلے میں اکٹھے ہوئے ہونگے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ

ف اس سے یہ سمجھا جائے کہ انبیاء کرام سے بھی انکا مرتبہ بلند ہوگا یہاں انکے قرب خداوندی کو اس پیرایہ انداز سے اسلئے بیان کیا گیا ہے تاکہ دوسرے بھی انکے نقش قدم پر چلکر دارین کے مراتب حاصل کرنیکی کوشش کریں

انکے چہروں کو سراسر نورانی بنا دیگا۔ اور اللہ تعالےٰ کے سامنے ان کو موتیوں کے نورانی ممبر ملینگے۔ یہ لوگ اسوقت بھی نہیں گھبرائینگے جسوقت سارے انسان گھبرا جائینگے اور اسوقت بھی نہیں ڈرینگے جسوقت سارے انسان ڈر تے ہوں گے
ایک اور حدیث! حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ اولیاء اللہ کون ہیں؟ انکی علامات کیا ہیں
"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا ھُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ وہ حضرات جن کو دیکھتے ہی خدا یاد آجائے (وہی اولیاء ہیں)
ان مقرب ترین بارگاہ قدس کی زیارت وصحبت کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ عَلَیْکُمْ بِمُجَالَسَۃِ الْعُلَمَاءِ وَاسْتِمَاعِ کَلَامِ الْحُکَمَاءِ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ یُحْیِی الْقَلْبَ الْمَیِّتَ بِنُوْرِ الْحِکْمَۃِ کَمَا یُحْیِی الْاَرْضَ الْمَیْتَۃَ بِمَاءِ الْمَطَرِ۔

المنبہات ص۲۳ اصح المطابع کراچی۔

(فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم علماء ربانیین کی ہمنشینی اختیار کرو اور دانا ؤں کی باتیں سنا کرو کیونکہ اللہ تعالےٰ حکمت کی روشنی سے مردہ دل کو یوں زندہ کرتا ہے جس طرح خشک زمین کو آب رواں سے سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے۔
اولیاء کی صحبت سے مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں: یہ بات، نقل اور تجربہ سے ثابت ہے کہ اولیاء اللہ کی صحبت میں آنے کے بعد لاکھوں گمراہ راہِ راست پہ آگئے غافل دیندار ہو گئے مردہ دل زندہ ہوئے اور زندہ بھی ایسے کہ پھر کبھی ان پر موت طاری نہ ہوا۔ شعر۔

چوں دل زندہ شود ہرگز نمیرد چوں زندہ گشت خوابش ہم نگیرد

(جب دل زندہ ہوتا ہے تو ہرگز نہیں مرتا اور جب زندہ ہو جاتا ہے تو اسے نیند بھی نہیں آتی)
قحط الرجال ہے عدم الرجال نہیں: دور حاضر میں بھی اولیاء کاملین کا وجود باوجود کمیاب ضرور ہے نایاب نہیں قحط الرجال ضرور ہے عدم[1] الرجال نہیں۔

---

[1] مردان حق کا بالکل نہ ہونا۔

علامہ حالی کہتے ہیں۔

یہ سچ ہے کہ ہے قوم میں محطِ انسان ⁘ نہیں قوم کے پر سب افراد یکساں
سفال و خزف کے ہیں انبار گر یاں ⁘ جواہر کے ٹکڑے بھی ہیں ان میں پنہاں
چھپے سنگریزوں میں گوہر بھی ہیں کچھ ⁘ ملے ریت میں ریزۂ زر بھی ہیں کچھ
جو بے غم ہیں ان میں تو غمخوار بھی ہیں ⁘ جو بے مہر ہیں کچھ تو کچھ یار بھی ہیں
انہیں غافلوں میں خبردار بھی ہیں ⁘ خرابات میں چند ہوشیار بھی ہیں
جماعت سے اپنی نرالے ہیں یہاں ⁘ نکموں میں کچھ کام والے بھی ہیں یاں
جو چاہیں پلٹ دیں ابھی سب کی کایا ⁘ کہ ایک اک نے ملکوں کو ہے یاں جگایا
یوں ہی کام دنیا کا چلتا رہے گا ⁘ دیا سے دیا یوں ہی جلتا رہے گا

ولی کامل! آیئے تشریف لایئے وقت کو غنیمت سمجھئے موقعہ سے فائدہ اٹھایئے آپ ہی کے ملک و وطن میں درگاہ اللہ آباد شریف متصل کنڈیارو ضلع نواب شاہ سندھ میں میرے پیر روشن ضمیر دور حاضر کے ولی کامل اکمل رونق افروز ہیں جن کی نورانی نظر اور توجہات عالیہ نے ہزاروں گمراہوں گنہگاروں کی کایا ہی پلٹ دی لاکھوں ڈاکو، چور، زانی شرابی، فاسق، و فاجر، ظالم قسم کے لوگ متقی پرہیزگار خائف خدا بنائے۔ بے دین، دیندار بنائے۔ باغی اسلام مبلغ اسلام بنائے۔ ایسی تاثیر کیوں نہ ہو جبکہ اولیاء اللہ کو ہر وقت قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے۔ انکے دیکھنے سے خدا یاد آجاتا ہے۔

علامۃ الدہر فرید العصر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَھُمْ قُرْبَۃٌ وَّ مَعِیَّۃٌ بِاللّٰہِ تَعَالٰی غَیْرُ مُتَکَیِّفٍ یَقْتَضِیْ ذٰلِکَ اَنْ یَّکُوْنَ مُجَالَسَتُھُمْ کَالْمُجَالَسَۃِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی وَرُؤْیَتُھُمْ مُذَکِّرًا لِلّٰہِ تَعَالٰی وَذِکْرُھُمْ جَالِبًا اِلٰی ذِکْرِہٖ تَعَالٰی کَالْمِرْءَۃِ اِذَا قُوْبِلَتْ بِالشَّمْسِ وَامْتَلَأَتْ بِنُوْرِھَا حَصَلَتْ لَھَا حَالَۃٌ اِذَا قُوْبِلَ شَیْءٌ بِذٰلِکَ الْمِرْءَۃِ یَسْتَضِیْءُ بِھَا کَمَا یَسْتَضِیْءُ بِمُقَابَلَۃِ الشَّمْسِ بَلْ

یَحْتَرِقُ الْقُطْنَۃُ بِمُقَابَلَۃِ الْمِرْءَۃِ دُوْنَ مُقَابَلَۃِ الشَّمْسِ لِقُرْبِ الْقُطْنَۃِ بِالْمِرْءَۃِ دُوْنَ الشَّمْسِ وَاَیْضًا اَنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ اَوْدَعَ فِیْ ذَوَاتِ اَوْلِیَآئِہٖ اِسْتِعْدَادَ تَاثُّرٍ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی لِقُرْبٍ وَّمُنَاسَبَۃٍ خَفِیَّۃٍ غَیْرِ مُتَکَیِّفَۃٍ بِہٖ تَعَالٰی وَاِسْتِعْدَادَ تَاثِیْرٍ فِی النَّاسِ لِاَجْلِ مُنَاسَبَۃٍ جِنْسِیَّۃٍ وَّنَوْعِیَّۃٍ وَّشَخْصِیَّۃٍ ۔

تفسیر مظہری ص ۲۰۸ ج ۵ مطبوعہ دھلی ۔

تحقیق اللہ والوںکو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسی بے کیفیت معیّت اور قرب حاصل ہے، جس کی بدولت ان کے ساتھ بیٹھنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھنے کی مانند ہے، ان کے دیکھنے سے خداوند تعالیٰ کی ذات بابرکات یاد آجاتی ہے۔ ویسوں کا ذکر (بیان) کرنا ذاکر کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف کھینچ کر پہنچاتا ہے، جس طرح آئینہ سورج کے مقابل لایا جاتا ہے تو سورج کے نور سے منور ہو کر اسکی ایسی حالت بنجاتی ہے کہ کوئی بھی چیز اس کے سامنے آجاتی ہے تو منوّر ہو جاتی ہے یہی نہیں بلکہ اگر روئی آئینہ کے سامنے آجاتی ہے تو جل جاتی ہے، جب کہ سورج کے مقابل ہونے سے نہیں جلتی۔ اس لئے کہ آئینہ روئی سے قریب ہے اور سورج دور، اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے اولیاء اللہ کے قرب اور بلا کیفیت مناسبۃ خفیہ کی وجہ سے ان میں استعداد تاثر پیدا کیا ہے (جس کے ذریعے معارف وحقائق بارگاہ قدس سے حاصل کرتے ہیں) اور استعداد تاثیر (دوسروں پر اثر کرنے کی لیاقت) بھی، اسلئے کہ انکو لوگوں کے ساتھ مناسبت جنسی نوعی اور فردی حاصل ہے۔ یعنی وصف انسانیت میں یہ بھی دوسرے انسانوں کے شریک ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے فیوض و برکات حقائق و معارف حاصل کر کے لوگوں کو عطا فرماتے ہیں

فائدہ: کسی کو فائدہ پہنچانے یا کسی سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے آپس میں مناسبت ضروری ہے۔ بغیر مناسبت ایک دوسرے سے افادہ استفادہ نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بنی نوع انسان کی رہبری کے لئے انبیاء کرام کو بشری لباس

میں مبعوث فرمایا۔ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ۔

ذوجہتین! اولیاء اللہ ذوجہتین یعنی دوطرفہ تعلقات کے حامل ہوتے ہیں، ظاہر باخلق، باطن باخدا ہوتے ہیں، بارگاہ الٰہی سے فیوض وبرکات، احکام و ہدایات حاصل کرکے خود بھی ان پر کاربند رہتے ہیں دوسروں کو بھی راہِ راست پر لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور انسان کی پیدائش کا اولین مقصد (عبادت ومعرفتہ) اسے یاد دلاتے ہیں۔ جس طرح دنیاوی حکومت میں مرکزی اور صوبائی وزراء وزراء اعلیٰ سینیٹر ودیگر اراکین اسمبلی کا دوطرفہ تعلق ہوتا ہے، حکام بالا مثلاً صدر اور وزیر اعظم کے ساتھ بھی ان کا تعلق ہوتا ہے اور عوام الناس کے ساتھ بھی۔ حکام بالا سے جو جو احکامات اور ہدایات انکو ملتے ہیں عوام تک پہنچاتے ہیں۔ براہِ راست عوام میں ان احکامات کے حاصل کرنے اور ان سے عہدہ برا ہونے کی اہلیت نہیں ہوتی بلا تشبیہ ہم عوام الناس بھی چونکہ غایت تدلس میں ہیں اور اللہ تعالیٰ انتہاء مقدس ؟ بلاکیف وہ نور مطلق ہے اور ہم سراپا ظلمت۔ اسلئے ہم میں براہِ راست بارگاہِ الٰہی سے فیوض وبرکات اور احکام وہدایات حاصل کرنے کی اہلیت نہیں ہے۔ لہٰذا ہم اولیاء اللہ کی صحبت بابرکت میں رہ کر ان کے سایۂ عاطفت کے ذریعے ہی وصول الی اللہ معرفتِ الٰہی حاصل کرسکتے ہیں۔

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار نقشبندی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ حضرت خواجہ احرار قدس اللہ تعالےٰ سرہ العزیز در فقرات می آرند کہ سایۂ رہبر بہ است از ذکرِ حق بہ گفتن باعتبار نفع است یعنی سایۂ رہبر نافع تراست مرید را از ذکر گفتن او اچہ مرید را دریں وقت بمذکور جل وعلا مناسبت کامل حاصل نیست تا براہِ ذکر نفع بتمام تواند گرفت۔ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب ۱۸۷ دفتر اول حصہ سوم

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ذکر سے بہتر ہے سایۂ پیر کا بہتر کہنا نفع کے لحاظ سے ہے، یعنی رہبرِ راہِ حق ولی کامل کا سایہ مرید صادق کے لیۓ

کے لئے اللہ رب العزت کے ذکر سے بھی زیادہ فائدہ مند ہے کیونکہ مرید کو ابھی تک مذکور یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کامل مناسبت نہیں ہے جس کی بدولت ذکر ہی سے پورا پورا فائدہ حاصل کرسکے۔ البھجۃ السنیہ میں عمدۃ اولیاء حضرت شیخ محمد بن عبد اللہ الخانی نقشبندی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ طُرُقَ الْوُصُوْلِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْفَنَاءِ بِهٖ عِنْدَ السَّادَةِ النَّقْشْبَنْدِيَّةِ قَدَّسَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَسْرَارَهُمُ الْعَلِيَّةَ عَلٰى مَا اَوْرَدَهٗ فِي الْحَدِيْقَةِ النَّدِيَّةِ اَرْبَعَةٌ (اَلطَّرِيْقَةُ الْاُوْلٰى)، وَهِيَ الْاَعْلَى الْاَقْوٰى صُحْبَةُ ـــــــــــــــــــ

ـــ اَلشَّيْخِ الْحَقِيْقِيِّ الْكَامِلِ السَّالِكِ بِطَرِيْقِ الْجَذْبِ الْمَشْرُوْطَةِ ـــــــــــــ

ـ بِثَلَاثَةِ شُرُوْطٍ اَلْاَوَّلُ اَنْ يَّصْحَبَهٗ خِدْمَةً لَّهٗ وَانْتِسَابًا اِلَيْهِ وَافْتِخَارًا بِهٖ وَاِقْبَالًا عَلَيْهِ الثَّانِيْ اَنْ لَّا يَعْتَرِضَ شَيْخَهٗ وَلَا يُنْكِرَ عَلَيْهِ فِعْلًا مِّنْ اَفْعَالِهٖ مُطْلَقًا ظَاهِرًا اَوْ بَاطِنًا وَيَعُدَّ خَطَرَاتِ وَهْمِهٖ ذُنُوْبًا يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰى عَنْهَا لِاَنَّ شَيْخَهٗ بِيَدِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاللّٰهُ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَلٰكِنَّهٗ تَعَالٰى يَمْتَحِنُ مَنْ اَرَادَ مِنْ خَلْقِهٖ بِالشَّيْخِ وَغَيْرِهٖ اَلثَّالِثُ اَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالْمَيِّتِ بَيْنَ يَدَيِ الْغَسَّالِ لَا يُخَالِفُهٗ فِيْ شَيْءٍ مُّطْلَقًا ـ

البھجۃ السنیہ ص۲۳ مطبوعہ ایشق ترکیہ۔

پس جان لیں تحقیق فنا بیت اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے طریقے طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں چار ہیں جیسا کہ کتاب حدیقۃ الندیۃ میں مذکور ہے "پہلا طریقہ"، جو سب سے بلند مرتبہ اور مضبوط تر ہے وہ کامل بزرگ کی صحبت ہے۔ جو وجد و مستی کے ذریعے راہ حق پر چلتا ہو

اس صحبت کے لئے تین شرائط ہیں۔

(۱) شیخ کی صحبت خدمت کرتے ہوئے کرے اپنے آپ کو اسی کی طرف منسوب کرے، (اسی کا مرید سمجھے،) اور اس پر فخر و خوشی محسوس کرے اس کی طرف متوجہ رہے۔

(۲) شیخ پر کسی قسم کا اعتراض نہ کرے اور اس کے کسی فعل کی عیب جوئی نہ کرے ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی اور اپنے قلبی وہم و خیالات کو جو پیر کے متعلق دل میں پیدا ہوں گے گناہ سمجھے اور بارگاہِ الٰہی میں بخشش کا طالب ہو۔ اس لئے کہ شیخ اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کبھی بھی کسی ناروا فعل کا حکم نہیں کرتا بلکہ شیخ کے ذریعے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے آزماتا ہے۔

(۳) مرید شیخ کے سامنے ایسے رہے جیسے غسل دینے والے کے سامنے مردہ ہوتا ہے۔ جس طرح چاہے اسے پھیرتا رہے وہ کسی طرح کی مخالفت نہیں کرتا۔

اَلْاِخْتِتَامُ بِحَدِیْثِ خَیْرِ الْاَنَامِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ رُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ فِیْ وَصِیَّتِہٖ لِاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلَیْکَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ بِطَرِیْقِ اَقْوَامٍ اِذَا فَزِعَ النَّاسُ لَمْ یَفْزَعُوْا وَاِذَا طَلَبَ النَّاسُ الْاَمَانَ مِنَ النَّارِ لَمْ یَخَافُوْا قَالَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ مَنْ ھُمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ قَوْمٌ مِّنْ اُمَّتِیْ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ یُحْشَرُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَحْشَرَ الْاَنْبِیَآءِ اِذَا نَظَرَ اِلَیْھِمُ النَّاسُ ظَنُّوْھُمْ اَنْبِیَآءَ مِمَّا یَرَوْنَ مِنْ حَالِھِمْ حَتّٰی اَعْرِفَھُمْ اَنَا فَاَقُوْلُ اُمَّتِیْ فَیَعْرِفُ

الْخَلَائِقُ اَنَّهُمْ لَيْسُوْا اَنْبِيَاءَ فَيَمُرُّوْنَ مِثْلَ الْبَرْقِ اَوِ الرِّيْحِ
تُغْشِىْ اَبْصَارَ اَهْلِ الْجَمْعِ مِنْ اَنْوَارِهِمْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
مُرْنِيْ بِمِثْلِ عَمَلِهِمْ لَعَلِّيْ اَلْحَقُ بِهِمْ فَقَالَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ
رَكِبَ الْقَوْمُ طَرِيْقًا صَعْبًا اَثَرُوا الْجُوْعَ بَعْدَ مَا اَشْبَعَهُمُ اللّٰهُ
وَالْعَرٰى بَعْدَ مَا كَسَاهُمُ اللّٰهُ وَالْعَطَشَ بَعْدَ مَا اَرْوَاهُمُ اللّٰهُ
تَرَكُوْا ذٰلِكَ رَجَاءَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ تَرَكُوا الْحَلَالَ مَخَافَةَ
حِسَابِهٖ صَحِبُوا الدُّنْيَا بِاَبْدَانِهِمْ وَلَمْ يَشْتَغِلُوْا بِشَيْءٍ
مِنْهَا عَجِبَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالْاَنْبِيَاءُ مِنْ طَاعَتِهِمْ لِرَبِّهِمْ
طُوْبٰى لَهُمْ وَدِدْتُّ اَنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ ثُمَّ
بَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ شَوْقًا اِلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ
السَّلَامُ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِاَهْلِ الْاَرْضِ عَذَابًا فَنَظَرَ اِلَيْهِمْ
اَصْرَفَ الْعَذَابَ عَنْهُمْ فَعَلَيْكَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ بِطَرِيْقَتِهِمْ ۔

روح البیان صفہ ٢٦٤ ج ۔ ١

روایت کیا گیا ہے تحقیق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وصیت فرماتے ہوئے کہا اے ابو ہریرہ تیرے اوپر لازم ہے کہ ان لوگوں کا راستہ اختیار کرے جو دوسرے لوگوں کے گھبرا جانے کے وقت بھی نہ گھبرائیں گے اور جب دوسرے لوگ پریشان حال جہنم کی آگ سے پناہ مانگ رہے ہوں گے یہ حضرات اس وقت بھی بے خوف وخطر ہوں گے ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کون لوگ ہوں گے ؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آخر زمانے میں پیدا ہونیوالے میرے امتی ہوں گے جنکا انبیاء کرام علیہم السلام جیسا حشر ہوگا ۔ جب دوسرے لوگ انکو دیکھینگے تو یہی سمجھینگے کہ یہ بھی نبی ہیں یہاں تک کہ میں انکو پہچان کر امتی امتی پکاروں گا اسکے بعد ہی مخلوقات کو پتہ چلیگا کہ یہ نبی نہیں ہیں ۔ پلصراط پر سے بجلی یا تیز ہوا کی طرح ان کا گذر ہوگا ان کے انوار وتجلیات

جمیع مخلوقات کو گھیر لیں گے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایئے ان کے اعمال کیسے ہوں گے تاکہ میں بھی ان جیسے اعمال کر کے ان کے ساتھ جا ملوں نبی کریم رؤف رحیم علیہ الف التحیۃ والتسلیم نے جواباً ارشاد فرمایا یہ ایک ایسی جماعت ہے جنھوں نے باوجود قدرت کے شیریں مشروبات، لذیذ کھانے اور مکلفانہ لباس کو ترک کر دیا ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے چھوڑ دیا کہ ان کو عند اللہ بہت کچھ ملنے کی توقع ہے۔ حساب وکتاب کے خوف سے غیر ضروری حلال چیزوں سے بھی دور رہتے ہیں۔ ظاہری بدن کے اعتبار سے تو دنیا کی اشیاء اور آدمیوں کے ساتھ ملے جلے ہوتے ہیں مگر ان کے دل میں اسکی کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ انکی اطاعت الٰہی دیکھ کر فرشتوں کو اور انبیاء کرام علیہم السلام کو عجب ہوتا ہے۔ ان کے لیئے ہے سعادت۔

یہ کہہ کر انکی ملاقات کے شوق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں سے آنسوں مبارک امڈ آئے اور فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اہل زمین پر عذاب نازل کرنا چاہتا ہے تو ان (نیک بندوں) کو دیکھ کر عذاب ٹال دیتا ہے۔ پس اے ابوہریرہ تم ضرور ان لوگوں کا راستہ اختیار کرو۔

چند فوائد:- اول الذکر حدیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند ایک عقائد اور فوائد مفہوم ہوتے ہیں جن میں سے چند فوائد یہاں بھی درج کیئے جاتے ہیں (۱) اہل اللہ ہر مشکل مرحلہ میں بھی بے خوف وخطر ہوتے ہیں، نہ تو کسی دنیاوی نقصان کیوجہ سے پریشان ہوتے ہیں نہ ہی قیامت کے دن جہنم کی آگ سے انکو خطرہ لاحق ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ.

سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم۔

بعض علماء مفسرین نے خوف اور حزن میں یہ فرق بھی بیان کیا ہے کہ خوف اپنی اپنی جان پر آنیوالی ہر قسم کی تکلیف کو کہتے ہیں، اور حزن اپنے متعلقین پر آنیوالی مشقت کو کہتے ہیں۔

لہٰذا یہاں بھی خوف اور حزن کی نفی کا مطلب یہ ہوگا کہ اہل اللہ خود بھی دارین

میں بے خوف و خطر ہوں گے اور اپنے متعلقین و متوسلین کے حق میں بھی بے فکر ہوں گے۔ یعنی ان کے متوسلین بھی ان کے صدقے دنیا آخرت میں بے خوف و خطر ہوں گے۔

(۲) اولیاء اللہ کا حشر بھی انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح باشان و شوکت ہوگا صحاح ستہ میں اسی قسم کی بہت سی معتبر و معتمد روایات موجود ہیں۔

(۳) اولیاء اللہ زیادہ متکلفانہ زندگی بسر نہیں کرتے اور اگر بظاہر شان و شوکت سے متکلفانہ زندگی بسر کریں بھی سہی تو وہ محض اظہار نعمۃ الٰہی اور آیہ مبارکہ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کی عملی تفسیر ہوگا نہ کہ دکھاوے یا ریا کی خاطر، اور نہ ہی ان کا قلبی ہیجان اور تعلق دنیا دنی کے ساتھ ہوگا، گو جوارح کے اعتبار سے دنیا میں مشغول ہوں بھی سہی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وہ ایسے لوگ ہیں جن کو سوداگری اور خرید و فروخت حق تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتے۔ فَهُوَ مَعَ اشْتِغَالِهٖ بِالتِّجَارَاتِ لَا يَشْتَغِلُ التِّجَارَةُ قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ فَهُوَ فِي النَّاسِ كَائِنٌ بَائِنٌ ظَاهِرُهٗ مَعَ الْخَلْقِ وَ بَاطِنُهٗ مَعَ الْخَالِقِ غَافِلًا عَمَّا سِوَاهُ۔ تفسیر مظہری ص ۵۲۶ ج ۶۔

تجارت میں مشغول ہونے کے باوجود اس کا دل تجارت کی وجہ سے خداوند تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں رہتا ظاہر میں وہ لوگوں کے ساتھ رہتا کرتا ہے مگر اس کا دل خالق کے ساتھ متعلق رہتا ہے نہ مخلوق کے ساتھ وہ ماسوائے اللہ سے بے خبر رہتا ہے

(۴) مقربان الٰہی کے صدقے عذاب الٰہی ٹل جاتے ہیں ورنہ تو ہمارے اخلاق و اطوار سیرت و صورت بھی امم سابقہ سے بہتر نہیں ہے جن پر خسف مسخ اور طرح طرح کی ناگہانی آفات عذاب الٰہی بنکر نازل ہوئیں۔

نہ صورت ہے سلمانی نہ سیرت ہے مسلمانی ∴ بھلا اس حال میں کچھ کیا ہو ہم پر فضل ربانی

علامہ الطاف حسین حالی کہتے ہیں

نہ ثروت رہی ان کی قائم نہ عزت ∴ گئے ساتھ چھوڑ ان کا اقبال و دولت۔

ہوئے علم و فن ان سے ایک ایک رخصت
مٹیں خوبیاں ساری نوبت بہ نوبت
رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

سکونِ قلب

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے ٭ سکونِ قلب ہوتا ہے خدا کی یاد کرنے سے

یہ مسلّم ہے کہ موجودہ مشنری کے دور میں بنی نوع انسان نے مادی ترقی میں کمال کر دکھایا عیش و راحت کے بے شمار اسباب اکٹھے کر لئے رہنے کے لئے بڑی بڑی کوٹھیاں بنوائیں جن میں کئی ایئر کنڈیشنڈ مشین۔ ریفریجریٹر اور طرح طرح کے قیمتی صوفہ سیٹ وغیرہ موجود ہیں۔ — — — — — — — — — — — — — — — سواری کے لئے بسیں۔ جیپیں۔ موٹر کاریں اور ہوائی جہاز مہیا ہیں۔ لیکن پھر بھی سکون نہیں دل پریشان ہے زبان نالاں ہے قلبی سکون سے یکسر محرومی ہے۔ نیند نہیں آتی خیالات و فکرات اور بے آرامی سے جاگتے رات گذرتی ہے۔ اسی پریشانی، خیالات، و تفکرات کی وجہ سے بسا اوقات ہارٹ فیل تک کی نوبت جا پہنچتی ہے۔

یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ ہم نے دین اسلام کے بتائے ہوتے اصول پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ مغرب سے متاثر ہو کر اسکی تقلید شروع کر دی۔ اسکی ہر ادا کی نقل اتارنے میں فخر و فرحت محسوس کرنے لگے۔ اسلام کو فرسودہ، حالات حاضرہ کے لئے غیر موزوں اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھنے لگے۔ ہم اہل یورپ کو ترقی یافتہ سمجھ کر انکی تقلید شروع کر دی حالانکہ وہ خود وافر مقدار میں مادی وسائل کے ہوتے ہوئے بھی قلبی اطمینان و سکون کی نعمت سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ وہ خود چاہتے ہیں کہ ہمیں کوئی ایسا مذہب مل جائے جس سے پریشانی دور اور روحانی سکون حاصل ہو۔ انکی اس تلاش و جستجو سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سنہ ۱۹۷۱ء میں بھارت کے ایک ۱۷ سالہ نوجوان گرو مہاراجہ نے امریکہ میں جاکر اپنی تحریک

شروع کی اس وقت (۱۹۷۵ء تک) امریکہ کے ۱۱۰ شہروں میں اس کے آشرم اور معلوماتی مرکز ہیں۔ گرومہاراج کو خدا کا اوتار تصور کیا جاتا ہے۔ اس کی پوجا پاٹ کے وقت ہزاروں آدمی اکٹھے ہو کر موسیقی کی دھن میں سر ہلا ہلا کر روحانی سکون حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں (روزانہ عبرت سندھی ۴ مئی ۱۹۷۵ء زیر عنوان امریکی باشندے روحانی سکون کی تلاش میں) حقیقت یہ ہے کہ آج ہم جس (دنیا) کو ترقی سمجھ رہے ہیں دراصل تنزل ہے اور جسے (اسلام) ہم تنزل سمجھ رہے ہیں فی الواقع یہی ترقی ہے۔ یہ فقط ہم ہی نہیں کہتے بلکہ دوسرے مذاہب کے چیدہ چیدہ ممتاز لیڈر اور فلاسفر بھی یہی کہتے اور لکھتے ہیں۔ جنوبی افریقہ کے ایک ممتاز لیڈر لیکفی لکھتے ہیں۔ دنیا کے حالات بگڑ چکے ہیں ایسی قیامت خیز اور تباہ کن فضا میں اگر کوئی تحریک اصلاح عالم کا بوجھ اٹھا سکتی ہے تو وہ اسلام ہی کی تحریک اعظم ضروری ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ دنیا کے سامنے پیش کیا جائے اور مادی عالم اور مادیت کی غلیظ ترین تاریکیوں میں ہادی راہ بنایا جائے۔ ایک اور ممتاز فلاسفر علامہ خالد شیلڈ ورک اپنے ایک مضمون "امریکہ اور اسلام") میں فرماتے ہیں:۔ امریکہ سے عیسائی فرقوں کا اثر باطل ہو رہا ہے پرانے تعصبات مٹ رہے ہیں تمام کا تمام امریکہ ایک نئی روشنی کا منتظر ہے امریکہ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ عیسائیت اسکی ضرورتوں کے لئے بالکل ناکافی ہے، امریکہ ایک بین الاقوامی مذہب کا متلاشی ہے امریکہ کے تمام روحانی اعتقاد کے آدمی فوراً مذہب کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے تمام حالات پر غور کرنے کے بعد میرا فیصلہ یہ ہے کہ امریکہ کا آئندہ مذہب اسلام ہو گا۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۲۰ اپریل ۱۹۷۹ء)

غرضیکہ مادیت کے متوالے جدید ذہنیت رکھنے والے احباب کی کچھ بھی راہ ہو یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ کمال ترقی اسلام میں ہے دنیا آخرت کی عزت وعظمت اسلام کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرنے میں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ۔ پ ۴ آل عمران س ع ۱۴

(اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو)

تاریخ گواہ ہے کہ جب تک ہم اسلامی اصول و احکام پر کاربند تھے دین اسلام پر پوری طرح عامل تھے روم و فارس کے نامور حکمراں قیصر و کسریٰ بھی ہمارا نام سنکر لرز جاتے تھے۔ کسی مسلم ریاست و مملکت پر تو کجا کسی فرد مسلم پر بھی نظر بد اٹھا کر دیکھنے کی کسی میں جرأت نہ تھی۔ لیکن آج جب کہ ہم نے اپنے مقدس مذہب اسلام کے سنہری اصولوں کو پس پشت ڈالدیا ہے تو آج جن ناگفتہ بہ حالات میں ہم مبتلا ہیں جس نازک تر مرحلہ سے ہمارا گذر ہو رہا ہے۔ تاریخ اسلام اسکی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یقیناً ہمارے ماسلف نے تو اس کا تصور تک نہ کیا ہوگا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ پ ۱۳ س رعد ع ۲

بیشک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔

لیکن افسوس صد افسوس یہ کہ اس ابتر صورت حال ہونیکے باوجود بھی ہماری آنکھ نہیں کھلتی خواب خرگوش سے ابتک بیدار نہیں ہوتے

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا ؛ کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اپیل۔ مسلمانو! بیدار ہو جاؤ بہت عرصہ خوابِ غفلت میں سوئے رہے ہیں۔ اسی پیاری نیند میں سو کر تو ہم اپنے اسلامی زرین اخلاق و اقدار افعال و کردار کھو بیٹھے ہیں۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم پھر سے سنبھل کر آگے قدم بڑھائیں اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑیں، قرآن و حدیث کے مطابق زندگی بسر کریں صالحین کی صحبت اختیار کریں۔ لیکن اب بھی اگر ہم خواب خرگوش سے بیدار نہ ہوئے تو خدا جانے کل کن کن نامساعد حالات سے دو چار ہونا پڑیگا حسرت کے ہاتھ ملنے پر مجبور ہو جائیں گے لیکن اس سے بھی کچھ فائدہ حاصل نہ ہو گا۔ خلاصہ یہ کہ امن و آشتی، عزت و رفعت اسلام میں ہے نہ کسی دوسرے مذہب یا ازم میں۔ حقیقی ترقی، روحانی ترقی اور قلبی اطمینان وسکون اسلام میں ہے جس کے بالمقابل مادی ترقی کی حیثیت بچوں کے کھلونے سے زیادہ کچھ نہیں ہے مردوں کا کام ہے ابدی سرور و راحت قلبی سکون و فرحت حاصل

کرنا جو کہ ذکر خدا ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ پ ۱۳ س ع ۱۰۔

وہ جو ایمان لائے اور انکے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

اس لئے کہ مادی ترقی کے اسباب بھی محدود ترقی بھی عارضی اور فانی ہے جس سے ناتا جوڑ کر بھی ہم فنا ہو جائینگے۔ لیکن اگر ہم نے ابدی غیر فانی ذات (اللہ تعالیٰ) سے تعلق جوڑا اسکے ذکر وفکر میں مشغول رہے تو دل کو فرحت وسکون بھی حاصل ہوگا۔ اور اسے ابدی زندگی بھی حاصل ہو جائے گی۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ پ ۱۳ رعد ع ۱۰ آلایہ

چوں دل زندہ شود ہرگز نہ میرد — چوں زندہ گشت خوابش ہم نگیرد

(دل زندہ ہو جانے کے بعد نہ تو دل پر موت واقع ہو گی اور نہ ہی خواب غفلت میں مبتلا ہوگا) اور بکمال نفعہ اس ذکر میں ہے جو انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کے ذریعے حاصل ہو۔

حضرت علامہ مولانا اسماعیل حقی قدس اللہ تعالیٰ سرہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف، تفسیر روح البیان ص ۲۴۴ میں فرماتے ہیں۔ وَمِنْ شَرْطِ الذِّکْرِ اَنْ یَّاْخُذَہُ الذَّاکِرُ بِالتَّلْقِیْنِ مِنْ اَھْلِ الذِّکْرِ کَمَا اَخَذَہُ الصَّحَابَۃُ بِالتَّلْقِیْنِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَقَّنَ الصَّحَابَۃُ التَّابِعِیْنَ وَالتَّابِعُوْنَ الْمَشَایِخَ شَیْخًا بَعْدَ شَیْخٍ اِلٰی عَصْرِنَا ھٰذَا وَاِلٰی اَنْ تَقُوْمَ الْقِیَامَۃُ کَذَا فِیْ تَرْوِیْحِ الْقُلُوْبِ

تفسیر روح البیان ص ۲۴۴ ج ۲

(اور ذکر کے شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ ذکر حاصل کرنیوالا اہل ذکر (اللہ والے) سے بالمشافہ سمجھانے سے ذکر حاصل کرے جس طرح حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہہ ذکر حاصل کیا اور صحابہ نے تابعین کو سمجھایا اسی طرح تابعین نے بعد والے بزرگوں کو سمجھایا اور وہ بھی بالمشافہہ ایکدوسرے کو سمجھاتے آئے ہمارے اس زمانے تک اور قیامت قائم ہونے تک یہی سلسلہ جاری رہے گا)

معلوم ہوا کہ چین وسکون حاصل کرنے کے لئے ذکر اللہ شرط ہے اور ذکر اللہ حاصل کرنے کے لئے صحبتِ صالحین شرط ہے نتیجہ یہ نکلے گا کہ فرحت و آرام چین وسکون حاصل ہونے کے لئے صحبتِ صالحین شرط ہے۔ یہ فقط تحریری یا زبانی بات ہی نہیں برسوں کے تجربہ سے بھی یہی ثابت ہوا ہے۔ دورِ حاضر میں بھی یہ نعمت کمیاب ضرور ہے لیکن نایاب نہیں ہے۔

نگاہِ ولی:۔ آیئے میں آپ کو ایک ایسے ولی کامل اللہ والے کا اجمالی تعارف کرا دیتا ہوں جن کی منظر کرم اور بابرکت صحبت سے بے چین دلوں کو چین ملا ہے لاکھوں پریشان وسرگردان اور دنیادی چکروں میں پھنسکر چین وسکون کھو جانے والے الحمد للہ اب سکون و آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں آپ بھی یہ بیش بہا نعمت بلا معاوضہ مفت حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ بزرگ آپکو کسی چلہ کشی محنت و ریاضت کا حکم نہیں کرینگے اس سے آپکے کاروبار میں بھی برکت ہوگی عزت و آبرو میں بھی اضافہ ہوگا۔ بشرطیکہ آپ انکے بتلائے ہوئے طریقے پر پورا پورا عمل کریں۔ اخلاص اعتقاد اور محبت کے ساتھ صحبت میں آنا جانا رکھیں۔

یہ بزرگ صاحب الفیض والفضیلۃ خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ الحاج اللہ بخش غفاری فضلی نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ ہیں جن کی نظر کرم توجہ عالیہ سے لاکھوں بے دین دبیندار بنے بے نمازی نمازی بلکہ تہجد گذار بن گئے۔ ہزاروں چور زانی شرابی فاسق و فاجر حضرت غریب نواز مدظلہ کی خدمت میں آنے کے بعد خائف خدا متقی، پرہیزگار بن گئے۔

سنۃ نبویہ کی پوری پوری پابندی حضرت قبلہ غریب نواز قلبی و روحی فداہ کی جماعت اصلاح المسلمین کی امتیازی خصوصیات میں سے ہے۔ مثلاً داڑھی قبضہ

برابر نماز باجماعت تہجد مسواک سر پر عمامہ حضرت قبلہ کی جماعت کا ہر فرد آپ کو ان سنتوں کا پابند ملیگا۔

تبلیغی مراکز

حضرت قبلہ غریب نواز کے تین بڑے تبلیغی مرکز ہیں جہاں ہر وقت اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کے لئے سوچا اور علمی کام کیا جاتا ہے۔ اور وقتاً فوقتاً تبلیغی تربیت کے لئے دورے مقرر کئے جاتے ہیں جس میں ہر طبقہ کے لوگ مثلاً مدارس عربیہ اسکول کالج اور یونیورسٹی کے اساتذہ و طلبہ تاجر ملازم و مزارع شامل ہوتے ہیں، جن کو تبلیغ کا طریقہ بھی سکھایا جاتا ہے اور تفسیر قرآن، احادیث نبویہ، فتح الربانی (تالیف محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی قدس سرہ، مثنوی مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ، علاوہ ازیں فقہ حنفی کے ضروری مسائل نماز، روزہ، حج زکوٰۃ وغیرہ بھی پڑھائے جاتے ہیں۔

تبلیغی مراکز کے نام اور پتے:- (۱) درگاہ الٰہ آباد شریف متصل کنڈیارو ضلع نواب شاہ سندھ واضح ہو کہ یہاں پر ہر اسلامی ماہ کی ستائیس کی رات کو جلسہ ہوتا ہے۔ (۲) درگاہ فقیر پور شریف متصل اسٹیشن رادھن ضلع دادو سندھ یہاں پر ہر اسلامی ماہ کی گیارہ تاریخ کی رات کو جلسہ ہوتا ہے (۳) درگاہ طاہر آباد شریف متصل ہاشم آباد وایا ٹنڈو الٰہ یار ضلع حیدرآباد۔

تقریباً دو سو گھر پر مشتمل ان تینوں بستیوں میں پوری طرح شرعی احکام کی پابندی ہے لین دین شادی بیاہ سبھی دین اسلام کے بتائے ہوئے طریقے سے انجام پاتے ہیں۔ نماز باجماعت تہجد مسواک دستار و دیگر نبوی سنتوں پر سختی سے عمل پیرا ہیں۔ سات سالہ بچہ یا بچی بھی ان بستیوں میں بے نمازی نہیں ہے۔ تینوں بستیوں میں مکمل طور پر

پردہ شرعی کا اہتمام ہے ان تینوں مثالی بستیوں کے کسی ایک گھر میں بھی ریڈیو یا ٹیلیویژن نہیں ہے۔ حقہ بیڑی سگریٹ پینے والا کوئی ایک فرد بھی نہیں ہے۔

ان تینوں بستیوں کا قیام کسی قرابت رشتہ داری یا حرفت وصنعت کے تعلق کی بنا پر نہیں بلکہ محض اسلامی اخوت و برادری کے تحت مختلف قوموں اور قبیلوں سے تعلق رکھنے والے مختلف صوبوں اور ضلعوں کے رہنے والے صرف دینی جذبہ کے تحت اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے ایک جگہ ملکر بیٹھے ہیں۔

اور ایسے خوش قسمت لوگوں کے متعلق حدیث قدسی میں آیا ہے۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَ الْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ۔ (رواہ مالکؒ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میری محبت واجب ہے ان لوگوں کے لئے جو باہم میری وجہ سے محبت کریں اور میری وجہ اور میرے تعلق سے کہیں جڑ کر بیٹھیں اور میری وجہ سے باہم ملاقات کریں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کریں (موطا امام مالک)

حضرت صاحب قبلہ کے تبلیغی مشن کا اجمالی جائزہ

مذکورہ بالا تینوں مراکز کے علاوہ ہمارے حضرت قبلہ ہی کے زیر نظر سینکڑوں اور بھی چھوٹے بڑے مرکز ملک بھر کے شہروں اور قصبوں میں تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

مدارس:۔ مذکورہ بالا تینوں مراکز میں بھی مدارس عربیہ قائم ہیں جہاں درس نظامی کا مکمل کورس پڑھایا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ کئی اور جگہ بھی مدارس

عربیہ اور مدارس تعلیم القرآن ہمارے حضرت ہی کے زیر نظر فی سبیل اللہ تعلیمی خدمات میں مصروف ہیں۔

شعبہائے تبلیغ:۔ حضرت قبلہ کی مسلسل کوشش جدوجہد اور بے لوث محنت کی وجہ سے الحمد للہ جماعت کا ہر فرد تقریباً عاملِ قرآن و سنت بھی ہے اور مبلغِ دین و اسلام بھی لیکن مختلف شعبہائے زندگی سے تعلق رکھنے کی بناء پر جماعت کے مبلغین کی مندرجہ ذیل تنظیمیں قائم کی گئی ہیں۔

(۱) جماعت اصلاح المسلمین:۔ یہ تنظیم حضرت قبلہ غریب نواز مدظلہ کے خلفاء کرام ملازم اور تاجر طبقہ پر مشتمل ہے، حضرات خلفاء کرام کسی قسم کی فیس یا کرایہ لئے بغیر ملک کے گوشے گوشے میں پہنچکر فی سبیل اللہ تبلیغ کرتے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد صحیح طور پر ادا کرنے کی تلقین و تاکید کرتے ہیں۔ سوال و چندہ تو بجائے خود اپنے کھانے کا انتظام بھی خود کرتے ہیں البتہ اگر کوئی دعوت کرتا ہے تو سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق قبول کرتے ہیں رد نہیں کرتے اسی طرح تاجر اور ملازم حضرات بھی اندرون ملک خواہ بیرون ملک جہاں کہیں بھی ہوتے ہیں اپنے لین دین اور دفتری کاروبار اسلامی اصول کے مطابق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ تبلیغ بھی کرتے رہتے ہیں۔

(۲) جمعیّتِ علماء روحانیہ غفاریہ:۔

بیچاس سے زائد علماء کرام کی یہ تنظیم تقریر تدریس، تحریر اور امامت وخطابت کے ذریعے ہر وقت شہروں اور قصبوں میں تبلیغ دین میں مصروف ہیں۔

(۳) جمعیت طلبہ روحانیہ غفاریہ:۔ حضرت صاحب قبلہ مدظلہ

کی سرپرستی میں جتنے بھی مدارس عربیہ چل رہے ہیں ان کے طلبہ کی اپنی علیحدہ تنظیم ہے جس کا مرکزی صدر جنرل سیکریٹری اور صدر دفتر درگاہ الہ آباد شریف کنڈیارو میں ہے۔ جب کہ اس تنظیم کی برانچ ہر ایک مدرسے میں قائم ہے۔

(۴) روحانی طلبہ جماعت :-

ملک بھر میں سینکڑوں طلبہ تنظیمیں اور انجمنیں کام کر رہی ہیں جن کی اکثریت تو بڑے بڑے سیاسی پارٹیوں کی آلۂ کار بنی ہوئی ہیں۔ اگر متعدد غیر سیاسی انجمنیں قائم ہیں بھی تو ان کا مقصد انتظامی یا ذاتی مفادات کے حصول کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ یقیناً دورِ حاضر میں صرف اور صرف روحانی طلبہ جماعت ہی ایک ایسی غیر سیاسی خالص مذہبی تنظیم روحانی طلبہ جماعت ہے جس کے اراکین سکول کالج اور یونیورسٹی کے سٹوڈنٹ ہوتے ہوئے بھی معاشرہ کی ہر طرح کی برائی سے دور ہیں۔ جہاں دوسر طلبہ حضرات کی خداداد صلاحیتیں اور قوتیں جلاؤ گھیراؤ جیسے تخریبی کاموں میں صرف ہو رہی ہیں وہاں روحانی طلبہ جماعت کا ہر فرد سائنس اور فنی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام اور اہل اسلام کی سربلندی کے لئے کوشاں ہے بیکوقت کالج کا سٹوڈنٹ بھی ہے اور مسجد کا امام اور مؤذن بھی ہمارے حضرت قبلہ غریب نواز دامت برکاتہم العالیہ کے زیر سایہ طلبہ کی اس تنظیم کی بنیاد آج سے تقریباً تین سال قبل چند مخلص نوجوانوں نے ڈالا تھا۔ آج ملک بھر کے پچاس سے زائد اسکول کالج اور یونیورسٹیوں میں اسکے ذیلی مراکز قائم ہیں۔ کئی ہزار طلبہ اس تنظیم سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ جو لڑکے پہلے پورے محلہ اور سکول کے لئے وبال بنے ہوئے تھے۔ جوئے شراب اور فحاشی کے جرائم میں ملوث تھے، استادوں کے گستاخ والدین کے بے ادب تھے ۔ روحانی طلبہ جماعت میں شمولیت کے بعد آج استادوں کا ادب کرتے ہیں والدین کی خدمت کرتے ہیں ہر طرح

کی برائی سے متنفر رہتے ہیں۔ نماز باجماعت کے پابند ہی نہیں تہجد اور مسواک عمامہ سمیت ہر ایک سنت نبویہ پر عمل کرتے ہیں۔

روحانی طلبہ جماعت کا مرکزی دفتر نزد مسجد عمر اسلام سندھ یونیورسٹی اولڈ کیمپس گاڑی کھاتہ حیدرآباد سندھ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین
وصلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی
الہ واصحابہ اجمعین

حصہ اول رسالہ ہدایۃ السالکین
تمام ہوا۔

(نفیس پرنٹنگ پریس لجپت روڈ حیدرآباد)

(کتابت ایم شہاب اکبر آبادی لطیف آباد نمبر ۹)

سلسلہ شریف نقشبندیہ غفاریہ عالیہ

دادگرا اے داورِ اپنی رضا کے واسطے

والیٔ کونین خاتم انبیا کے واسطے

بوبکر سلمان قاسم جعفر وشہ بایزید

بوالحسن بوالقاسم شمس الہدیٰ کے واسطے

بوعلی بویوسف وشہ غجدوان عارف امیر

پیر محمود و عزیزاں مہ لقا کے واسطے

بابا سماسی کلال وشہ بہاؤالدین پیر

پیر علاؤالدین ہم یعقوب شہ کے واسطے

پیر عبیداللہ محمد زاہد و درویش پیر

حضرت محمد و باقی باللہ بے ریا کے واسطے

احمد و معصوم و سیف الدین و محسن مرد حق

سید نورِ محمد پیشوا کے واسطے

جانِ جاناں و غلام علی سعید احمدی

احمد سعید و دوست محمد مقتدیٰ کے واسطے

پیر عثمان لعل شاہ حضرت سراج الدین پاک

حضرتِ فضلِ علی غوث الوریٰ کے واسطے

غوث الاعظم پیر پیراں حضرت محمد عبدالغفار

حضرتِ خواجہ اللہ بخش پیر باحیا کے واسطے

16

[illegible]

[illegible]